اخبار الرایہ

شمارہ نمبر 586

(11-فروری-2026)

(عربی سے ترجمہ)

اردوغان کے سعودی عرب اور مصر کے دورے کا مقصد...2
ایبسٹین فائلیں اور مغربی تہذیب کا زوال..6
غزہ اور اس کے باسیوں کے لیے یہ کیسی رسوا کن بے حسی ہے؟!...10
اے جوانو! کیا تم اس نسل کے عادل اور ثقہ لوگ بننا چاہتے ہو؟..11
قرغیزستان کے نظام نے حزب التحریر سے وابستگی کے الزام میں پانچ خواتین کو گرفتار کر لیا....................13
نارملائزیشن اور سرمایہ کاری: مشرقِ وسطیٰ میں نئی امریکی پالیسی کے دو بازو (دوسرا حصہ)....................14
سوڈان میں صورتحال: جنگ اور جنگ بندیوں کے درمیان..18
امت کے تمام طبقات مبارک سرزمین فلسطین اور اس کے باسیوں کے ساتھ برتی جانے والی اس بے حسی اور رسوائی کا کیا جواب دیں گے؟! 21
ہماری امت اور افواج کے مخلص بیٹوں کے نام..22
مقبوضہ کشمیر سے ایک سچی پکار!..23
اے پاکستان کے سپاہیو! کسی صلیبی جنرل کی قیادت میں فلسطین مت جاؤ، بلکہ ایک خلیفہ راشد کے جھنڈے تلے وہاں کے لیے کوچ کرو.....28
شام کے عوام کے خلاف امریکہ کے جرائم اور اس کی مکاریاں...30
پاکستان میں بلوچستان کی بغاوت: جب مغلوں کے اسباق اور مسلم ممالک کی نقشہ کشی کا امریکی منصوبہ یکجا ہوتے ہیں.....34
ان 'نقصان دہ ریاستوں' سے ہماری وابستگی: ہم اس کی قیمت خون، ذلت، غربت اور قبضے کی صورت میں چکا رہے ہیں.......38
مسلمانوں سے فوری اور بغیر کسی تاخیر کے مطلوبہ عمل...39
فکری کشمکش اور سیاسی جدوجہد: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر..40

بے شک امن، ایمان کے ثمرات میں سے ایک ثمر ہے۔ یہ ایمان کے ہونے سے موجود ہوتا ہے اور اس کے رخصت ہونے سے غائب ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ ہمیشہ ایمان سے جڑا رہتا ہے۔ اور نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافتِ راشدہ، جو اللہ کے حکم سے عنقریب قائم ہوں حقیقی اور مطلوبہ امن واپس لائے گی جو ایک صدی تک غائب رہنے کے بعد دوبارہ میسر آئے گا۔

ادا ریہ

اردوغان کے سعودی عرب اور مصر کے دورے کا مقصد

تحریر: استاد اسعد منصور

(ترجمہ)

اردوغان کے اپنے ہم منصبوں، ابن سلمان اور السیسی کے ساتھ ہونے والے دورے میں سب سے پہلے جس چیز پر نظر ڈالنی چاہیے وہ ان کے بڑے ممالک، خاص طور پر دنیا کی پہلی طاقت (امریکہ) کے ساتھ تعلقات ہیں، اور یہ کہ اس وقت یہ طاقت ان سے کیا چاہتی ہے۔ کیونکہ بڑی طاقتیں ہی بین الاقوامی صورتحال پر قابض ہوتی ہیں، دوسرے ممالک کے راستے طے کرتی ہیں اور ان کے باہمی تعلقات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

اس دورے اور اس کے نتائج، اور ان کے پچھلے اقدامات سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ اردوغان، ابن سلمان اور السیسی کا تعلق دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ کے ساتھ ہے، اور وہ اس وقت ان سے ایک خاص چیز چاہتی ہے۔

اردوغان کی ابن سلمان سے ملاقات میں، اس نے امریکی منصوبوں کے مطابق خطے کے تمام مسائل پر اپنے اتفاق کا اظہار کیا، چنانچہ اس نے غزہ میں جنگ بندی کے لیے ٹرمپ کے منصوبے کی حمایت کی۔ اس سے پہلے وہ السیسی اور ان جیسے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر ٹرمپ سے اس منصوبے کے لیے التجائیں کر چکا تھا تاکہ غزہ والوں کی مدد نہ کرنے کی وجہ سے، جو اس نے "جنگ کا دائرہ نہ بڑھانے" کے امریکی بہانے پر کیا تھ، اپنی عوام کے سامنے شرمندگی سے بچ سکے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہودی وجود کو قتل و غارت اور تباہی مچانے دی جائے اور آپ مداخلت نہ کریں۔ اس نے غزہ کے انتظام کے لیے ٹرمپ کی صدارت میں بننے والی اس کی "پیس کونسل" (امن کونسل) میں شرکت کر کے ٹرمپ کے ساتھ اپنی وفاداری کی تصدیق کی۔ اس دور کے فرعون نے اسے حقیر سمجھا اور اس نے فرعون کی اطاعت کی، جس نے اسے اس بات پر اکسایا کہ وہ حد سے بڑھ جائے اور یہ اعلان کر دے کہ وہ اسے ایک ایسی عالمی کونسل بنانا چاہتا ہے جو سلامتی کونسل کے بجائے، جہاں دوسری بڑی طاقتیں ویٹو کا حق رکھتی ہیں اور امریکی منصوبوں کی منظوری میں رکاوٹ ڈال سکتی ہیں، صرف اس کے ملک کے مفاد میں دنیا کے تمام مسائل حل کرے۔

اسی طرح السیسی کے ساتھ اپنی ملاقات میں، اردوغان نے امریکی منصوبے کے مطابق تمام مسائل، خاص طور پر غزہ کے معاملے پر ان کے ساتھ اپنے اتفاق کا اعادہ کیا، اور دونوں نے تعلقات کو ایک جامع اسٹریٹجک شراکت داری تک بڑھانے پر اتفاق کیا۔

ان دونوں دوروں میں وسیع اقتصادی معاہدے کیے گئے تاکہ انہیں تعاون کا رنگ دے کر لوگوں کو فائدہ پہنچایا جا سکے، چنانچہ وہ انہیں جھوٹی امیدیں دلاتا ہے اور فریب آمیز وعدے کرتا ہے کہ ان کی معاشی صورتحال بہتر ہو جائے گی، تاکہ اس کے پیچھے چھپے ہوئے حقیقی سیاسی مقاصد پر پردہ ڈالا جا سکے۔

اگر ہم ان ملاقاتوں کے ماحول اور اس وقت تمام سیاسی شعبوں میں ان فریقین کے اتفاق رائے کا جائزہ لیں، جبکہ ہم ان کے روابط اور غدارانہ موقف سے بھی واقف ہیں، اور غزہ کے موضوع پر ان کی توجہ کو دیکھیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق یہودی وجود پر امریکی دباؤ سے ہے جو ٹرمپ کے منصوبے پر عمل درآمد میں تاخیر کر رہا ہے، جیسے غزہ سے انخلاء میں تاخیر، خاص طور پر اس کے نفاذ کے دوسرے مرحلے میں داخل ہونے کے بعد۔ وہ (یہودی وجود) اب بھی وہاں اپنی جارحیت جاری رکھے ہوئے ہے، کبھی ایک دن میں درجنوں لوگوں کو قتل کر دیتا ہے، گھروں کی تباہی جاری رکھے ہوئے ہے اور وہاں کے رہنے والوں کو بے دخل کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور امداد کی ترسیل اور لوگوں کے باہر نکلنے اور واپس نہ آنے کے لیے راستوں کو کھولنے میں ہیرا پھیری کر رہا ہے، اور وہ نہیں چاہتا کہ ٹرمپ کی انتظامیہ کے تحت غزہ میں ترکی کا کوئی کردار ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ایران کا معاملہ بھی ہے جہاں (اسرائیل) امریکہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایران پر ایسی تباہ کن ضرب لگائے کہ نظام گر جائے، حالانکہ ایران بھی امریکہ کے زیر اثر ہے۔ ترکی، مصر اور سعودی عرب اس کی مخالفت کرتے ہیں، اور ایران کے جوہری پروگرام کے بارے میں ایک ایسے معاہدے کی حمایت کرتے ہیں جو 2015 کے معاہدے کو ختم کر دے جسے (5+1) معاہدے کے نام سے جانا جاتا ہے، تاکہ امریکہ اس پر تنہا قابض ہو جائے اور باقی پانچ فریق اس سے باہر ہو جائیں، یوں یہ (5+1-) بن جائے۔ اس کا مقصد ٹرمپ کی طرف سے اپنے لاڈلے یہودی وجود کو یہ پیغام دینا ہے کہ ترکی، مصر اور سعودی عرب جیسے دوسرے ممالک بھی امریکہ کے لیے اہم ہیں جو یہودی وجود سے کم نہیں بلکہ 'نرم انداز' میں اپنے کردار ادا کر رہے ہیں۔

اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اردوغان کے دوروں اور ابن سلمان و السیسی کے ساتھ اس کے اتفاق کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے، جبکہ کل تک وہ یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ دونوں اس کے دشمن ہیں، اور مرسی کے خلاف بغاوت اور سعودی صحافی

خاشقجی کے قتل کے بعد وہ ان سے نہیں مل سکتا۔ لیکن اس نے پہل کرتے ہوئے ان سے صلح کر لی اور حسبِ روایت، ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے جو اس پر بھروسہ کرتے تھے، اخوان المسلمون اور خاشقجی کے معاملے کا سودا کر لیا۔ اس نے امریکی احکامات کے مطابق ان دونوں حکومتوں کی حمایت کرنے اور خطے میں اس کے لیے اہم کام سرانجام دینے کے لیے ان کے ساتھ ایک نیا باب کھولا ہے۔

یہودی وجود مصر کے ساتھ اپنے تعلقات کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا، کیونکہ وہ مصر کے ساتھ اچھے تعلقات برقرار رکھنے کا خواہشمند ہے تاکہ وہ کیمپ ڈیوڈ معاہدے پر کاربند رہے جس نے اسے جنگ سے نکال دیا اور اس کے لیے جنوبی محاذ کو ایک محفوظ بفر زون بنا دیا۔ غزہ کی جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مصری حکومت نے وہاں کے لوگوں کی مدد کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا جبکہ وہ دو سال سے نسل کشی کا شکار ہیں، بلکہ اس نے اہلِ مصر کی طرف سے اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے کی جانے والی کسی بھی تحریک کو روک دیا۔

اسی طرح یہودی وجود سعودی عرب کے ساتھ تعلقات کی بحالی (نارملائزیشن) کے لیے بے چین ہے اور وہ غزہ میں اپنی جاری نسل کشی کے دوران سعودی عرب کے تماشائی بنے رہنے کے رویے پر مطمئن ہے۔ سعودی عرب بھی تمام دیگر اسلامی ممالک، بالخصوص فلسطین کے قریب واقع موجودہ حکومتوں کی طرح امریکی احکامات کے آگے سرِ تسلیم خم کر چکا ہے۔ مصر، سعودی عرب اور ترکی کا ہر معاملے، بالخصوص غزہ کے موضوع پر تعلقات کو مضبوط بنانے اور اتفاقِ رائے پیدا کرنے پر زور دینا اور ٹرمپ کے منصوبے پر عمل درآمد کی حرص یہودی وجود کو شرمندگی میں ڈال رہی ہے اور اسے اس منصوبے پر عمل کرنے پر مجبور کر رہی ہے، جس سے امریکہ کے سامنے اس کے نازنخروں میں بھی کمی آرہی ہے، گویا ان کے ذریعے اس پر دباؤ ڈالا جا رہا ہو۔

ٹرمپ نے 8 اپریل 2025 کو وائٹ ہاؤس میں نیتن یاہو کے سامنے اردوغان پر اپنے بھرپور اعتماد اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا: "اردوغان کے ساتھ میرے تعلقات شاندار ہیں، میں اسے پسند کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، اور اگر آپ کو اس کے ساتھ کوئی مسائل ہیں تو آپ کو اسے اس کے ساتھ مل کر حل کرنا چاہیے اور اس کے معاملے میں عقل مندی سے کام لینا چاہیے"۔ اس نے امریکہ کے مفاد میں دوسروں کو دھوکہ دینے کی اردوغان کی صلاحیتوں پر بھی اپنے اعتماد کا اظہار کیا، جیسا کہ اس نے گزشتہ 14 برسوں کے دوران کئی ممالک اور بالخصوص شام میں کر کے دکھایا ہے۔ اردوغان نے وہاں جو کچھ کیا، اسے ٹرمپ اور اس کے مبعوث 'برّاک' کے نزدیک امریکہ کے لیے ایک عظیم کام تصور کیا

جاتا ہے۔ اس نے وہاں ایک 'تاجر' کا کردار ادا کیا، چنانچہ اس نے جولانی کو ایک معمولی قیمت پر خرید کر اسے امریکہ کا ایجنٹ بنا دیا۔ اس کے نتیجے میں جولانی نے شام میں اسلام کی حکمرانی کی واپسی کو مسترد کر دیا اور اس کے قیام کی دعوت دینے والوں کے خلاف جنگ شروع کر دی، یہاں تک کہ انہیں 10،10 سال قید کی سزائیں سنائیں۔ اس نے یہودی وجود کے ساتھ امن اور تعلقات کی بحالی کا اعلان کیا اور اس کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا، اور اس نے یہ بات ثابت بھی کر دکھائی کہ یہودی وجود کی مسلسل جارحیت اور جنوبی شام پر قبضے کے باوجود اس نے ایک بار بھی جوابی کارروائی نہیں کی، بلکہ وہاں اس کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ سیکورٹی سیل تشکیل دیا اور اس سمت میں تیزی سے قدم بڑھا رہا ہے۔ مزید برآں، وہ اسلام کے خلاف جنگ کے لیے امریکہ کی قیادت میں قائم بین الاقوامی اتحاد میں بھی شامل ہو گیا ہے۔

اس طرح اس نے شام کے اس انقلاب کے مقاصد کو اب تک ناکام بنا دیا ہے جو اسلام کے نفاذ، گولان اور فلسطین کی آزادی کے لیے جہاد کے اعلان اور وہاں سے امریکی اثر و رسوخ کے خاتمے کے لیے برپا ہوا تھا، جس کی علامت پہلے بشار الاسد کی سابقہ حکومت تھی۔ اب اس کی جگہ ایسا شخص لایا گیا ہے جو امریکہ کے لیے بشار سے بھی بہتر ہے، کیونکہ وہ اپنے مربی اردوغان اور فیدان کی طرح دین داری کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یہ نہیں کہا جانا چاہیے کہ اسلامی ممالک کے درمیان تعلقات کی مضبوطی کو ہمیں مثبت نظر سے دیکھنا چاہیے اور اس کی حمایت کرنی چاہیے، کیونکہ اس معاملے کے پیچھے انتہائی خبیث مقاصد چھپے ہوئے ہیں اور یہ کوئی نیک نیتی پر مبنی عمل نہیں ہے۔ یہ سب خطے میں امریکی اثر و رسوخ کی خدمت اور اس کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہے، اور یہ عمل ان ممالک کے درمیان علیحدگی کو برقرار رکھنے اور وہاں موجود فاسد نظاموں اور کفار کے وفادار حکمرانوں کے بقا کی تصدیق کرتا ہے۔ اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ امریکہ سے تمام ناتے توڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھاما جائے، اور ان ممالک اور دیگر اسلامی علاقوں کو ایک ایسی ریاست میں متحد کرنے کے لیے کام کیا جائے جو اسلام کو نافذ کرے، مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لیے جہاد کا اعلان کرے، مظلوم مسلمانوں کو نجات دلائے، اور ملک کو ترقی دے کر اس کی دولت کو امریکہ کے حوالے کرنے کے بجائے اپنے عوام میں تقسیم کرے۔

ایپسٹین فائلیں اور مغربی تہذیب کا زوال

تحریر: استاد احمد الخطوانی

(ترجمہ)

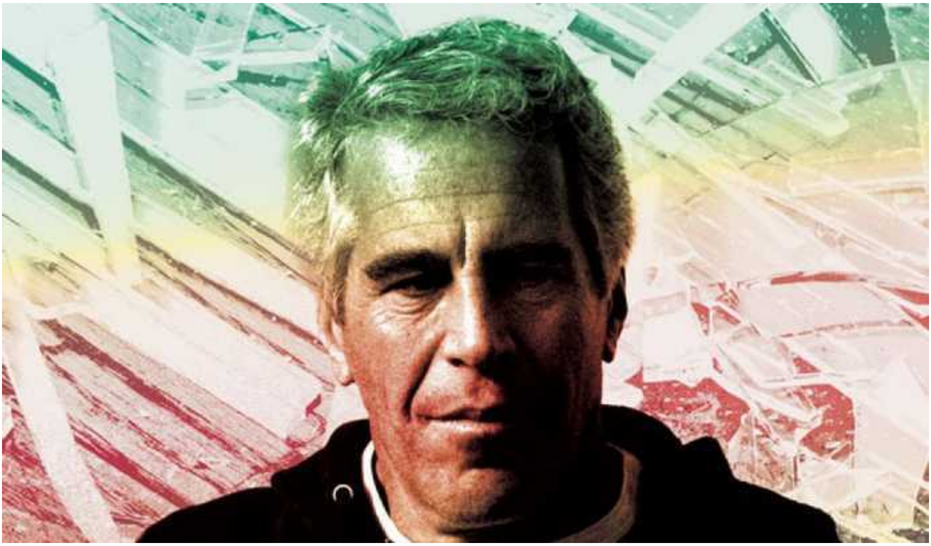

امریکی کانگریس کی جانب سے امریکی حکومت کو مجبور کرنا اور اس کی وزارتِ انصاف کو ایپسٹین کی بعض فائلوں کو عام کرنے پر آمادہ کرنا اس اکیسویں صدی عیسوی میں مغربی ممالک کا سب سے بڑا تہذیبی اسکینڈل تصور کیا جا رہا ہے۔

یہ محض کسی صدر، لیڈر یا عہدیدار سے متعلق کوئی ذاتی یا نجی سیاسی اسکینڈل نہیں ہے جیسا کہ 'واٹر گیٹ' یا 'ایران کونٹرا' اسکینڈل تھے، بلکہ یہ ایک ہمہ گیر سماجی، سیاسی، اخلاقی اور قدروں کا اسکینڈل ہے۔

یہ مغرب جو طویل عرصے سے انسانی حقوق، حقوقِ نسواں اور بچوں کے حقوق کے تحفظ کا جھوٹا دعویٰ کرتا رہا ہے، اس ہنگامہ خیز اسکینڈل نے اس کے جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا ہے جس نے انسان کے بارے میں اس کے بہیمانہ، پست اور مادی نظریات کی اصلیت کو بے نقاب کر دیا ہے۔

مغرب انسان کو صرف ایک بے جان مادے کی حیثیت سے دیکھتا ہے جو جذبات اور اخلاقیات سے عاری ہو، اسی لیے وہ چند جنسی بے راہ روی کے شکار، منحرف اور اذیت پسند افراد کی خدمت کے لیے انسانوں پر جانوروں کی طرح تجربات کرتے ہیں۔ وہ عورت کو محض ایک سستی شے سمجھتا ہے جو انسانی اسمگلنگ کی منڈیوں اور جنونی جنسی ہوس کے اڈوں میں خریدی اور بیچی جاتی ہے۔ وہ بچوں کو صرف اس زاویے سے دیکھتا ہے کہ انہیں وحشیانہ طریقے اور سنگدلی سے اذیت دے کر ان سے 'اڈرینوکروم' (Adrenochrome) نامی مادہ حاصل کر کے لطف اندوز ہوا جائے، جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ ان کے ڈھلتے ہوئے بڑھاپے کو ہمیشہ رہنے والی جوانی کی توانائی اور زندگی کا وہ ابدی نسخہ فراہم کرتا ہے جو انہیں دنیا میں لافانی ہونے کے قریب کر دیتا ہے۔

اس عوامی اسکینڈل میں ٹرمپ اور کلنٹن جیسے صدور، برطانیہ، سویڈن اور ناروے کے شہزادے اور شہزادیاں، بل گیٹس اور ایلون مسک جیسے ارب پتی، اسٹیفن ہاکنگ جیسے سائنسدانوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر سے سیاست دان، اداکار، گلوکار، ماہرینِ تعلیم، کاروباری شخصیات اور مشہور شخصیات شامل ہیں۔

یہ مغرب کے وہ اعلیٰ طبقے کے لوگ ہیں جو اپنی خواہشات اور گمراہیوں کے پیچھے چل پڑے اور دوڑتے ہوئے جیفری ایپسٹین کے 'شیطانی جزیرے' پر پہنچ گئے، جہاں انہوں نے اپنی انسانیت اور فطرت کو بیچ کر وہ چیز خریدی جسے وہ اپنی آسائش اور خوشی سمجھتے تھے، چنانچہ انہوں نے بے حیائی اور سنگین برائیوں کا ارتکاب کیا اور جرائم و گناہ کیے۔

یہ اسکینڈل صرف عصمت دری، کم عمر لڑکیوں کی فروخت اور بچوں پر تشدد، ان کے قتل اور ان کی معصومیت کو کچلنے تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اس میں انصاف اور عدلیہ کو مفلوج کرنا، عدالتوں اور قوانین کو کرپٹ کرنا، اور پچھلے پچیس سال یا اس سے زائد عرصے تک دھوکہ دہی اور مشکوک قانونی سودے بازیوں کے ذریعے ان جرائم پر پردہ ڈالنا بھی شامل تھا۔

امریکی ریاست نے اپنے تمام اداروں اور جماعتوں کے ساتھ ان گھناؤنے جرائم کے واضح حقائق کو چھپانے اور اس میں ملوث افراد کو ہر ممکن طریقے سے بری کرنے کی کوشش کی ہے اور اب بھی کر رہی ہے۔ یہ اسکینڈل اور اس سے پیدا ہونے والے جرائم 2005 میں سامنے آئے تھے، لیکن اس وقت سے جیفری ایپسٹین کے ساتھ مشکوک قانونی سودوں کے ذریعے اسے دبایا جاتا رہا، یہاں تک کہ یہ پہلی بار 2019 میں منظرِ عام پر آیا جب ایپسٹین کو گرفتار کیا گیا۔ پھر اسے جیل کے اندر ہی قتل کر دیا گیا تاکہ اس کی موت کے ساتھ ہی اس اسکینڈل سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصل کر کے اسے بند کر دیا جائے، لیکن اس کے پھیلے ہوئے اثرات کی وجہ سے یہ دوبارہ پھٹ پڑا، جس پر حکومت کو عوامی رائے عامہ کے

دباؤ میں آکر اپنی 60 لاکھ دستاویزات میں سے کچھ کو شائع کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اب تک میڈیا میں ان میں سے 30 لاکھ دستاویزات شائع ہو چکی ہیں، جبکہ ان 30 لاکھ میں سے جن کی اشاعت کی اجازت دی گئی تھی، ڈھائی لاکھ دستاویزات کو سیکورٹی کے کمزور اور بے بنیاد بہانوں کے تحت شائع ہونے سے روک دیا گیا تاکہ اصل مجرموں پر پردہ ڈالا جا سکے۔

اس اسکینڈل کی وسعت کے باوجود اب تک کوئی بھی ملزم سامنے نہیں آیا، کیونکہ اس میں ملوث افراد اب بھی وسیع اختیارات کے مالک ہیں جن کی بنیاد پر وہ قوانین میں ہیرا پھیری کر سکتے ہیں، خود کو مجرم ٹھہرانے والی دستاویزات کی اشاعت روک سکتے ہیں اور لوگوں کو الجھانے اور حقائق تک پہنچنے سے روکنے کے لیے بڑی تعداد میں دوسری دستاویزات پھیلا سکتے ہیں۔ حقیقت میں یہ ایک دوسرا اسکینڈل ہے جو امریکہ میں عدالتوں، عدلیہ، میڈیا اور حکومت کی کرپشن کی تصدیق کرتا ہے اور نام نہاد عدلیہ کی آزادی اور اختیارات کی علیحدگی کے جھوٹ کو واضح کرتا ہے۔

ٹرمپ نے سیاست دانوں، عدالتوں اور میڈیا کے نمائندوں کو دھمکی دی ہے کہ اگر ایپسٹین فائلز کی وجہ سے انہیں مجرم ٹھہرایا گیا تو وہ پرانے اسکینڈلز اور ان کے مرکزی کرداروں کو بے نقاب کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان پر کوئی مقدمہ چلایا گیا تو وہ کینیڈی اور مارٹن لوتھر کے قتل کے راز اور گیارہ ستمبر کے واقعات کے حقائق ظاہر کرنے کے لیے تیار ہیں، یعنی وہ 'میں تو ڈوبوں گا ہی تمہیں بھی ساتھ لے ڈوبوں گا' کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، جس سے ڈر کر وہ لوگ ان کے ساتھ سازباز کر چکے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ لاکھوں دستاویزات کی اشاعت کے باوجود یہ کسی ملوث فرد کی گرفتاری کا باعث نہیں بنے گی کیونکہ وہی لوگ اصل حکمران اور ریاست میں بااثر ہیں۔

اور اس اسکینڈل میں جو بات سب سے زیادہ قابلِ شرم اور پیشانی پر پسینہ لانے والی ہے، وہ عربوں اور مسلمانوں سے متعلق ہے، بالخصوص متحدہ عرب امارات میں مقیم ایک سعودی کاروباری خاتون 'عزیزہ الاحمدی' کی جانب سے جیفری ایپسٹین کو خانہ کعبہ کے غلاف (کسوہ) کے تین ٹکڑے بطور تحفہ پیش کرنا، جنہیں سعودی عرب سے برطانوی طیاروں کے ذریعے امریکی ریاست فلوریڈا میں ایپسٹین کے گھر بھیجا گیا تھا۔

اگرچہ اس عورت کا یہ فعل انتہائی گھناؤنا، شرمناک اور قابلِ نفرت ہے، لیکن اس کے باوجود سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے اس پر ذرہ برابر بھی توجہ نہیں دی اور نہ ہی کوئی تبصرہ کیا، حتیٰ کہ اس حوالے سے ضروری تحقیقات تک نہیں کی گئیں۔ انہوں نے اس معاملے کے ساتھ ایسا سلوک کیا جیسے یہ کوئی معمولی اور جائز بات ہو، حالانکہ یہ ایک ایسا

لرزہ خیز اقدام تھا جس نے ان لاکھوں مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا کیا جنہیں اس کا علم ہوا، لیکن یہ ریاستیں حقیقت میں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ریاستیں ہی ہیں، جنہیں نہ تو مسلمانوں کے جذبات کا کوئی پاس ہے اور نہ ہی ان کے مقدسات کی کوئی اہمیت۔

ایپسٹین فائلوں کے بے شمار اسکینڈلز میں ایک اور ذیلی اسکینڈل بھی شامل ہے جس کا تعلق امریکی خفیہ اداروں اور موساد سے ہے، جہاں ان تمام جرائم کو ویڈیوز، ریکارڈنگز اور تحریری شکل میں محفوظ کیا جاتا تھا۔ ان ویڈیوز کی تعداد 2 لاکھ اور تصاویر کی تعداد 1 لاکھ 80 ہزار تک تھی، جبکہ لاکھوں کی تعداد میں تحریری دستاویزات اس کے علاوہ تھیں۔ یہ سب کچھ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جو جرائم بھی ہو رہے تھے وہ ان ریاستوں کے خفیہ اداروں کے علم میں تھے، جن کا بنیادی مقصد ان جرائم کو روکنا یا مجرموں کو پکڑنا ہرگز نہیں تھا، بلکہ ان کا واحد ہدف ملوث شخصیات کو بلیک میل کرنا تھا۔ اور یہی وہ طریقہ ہے جو یہ ادارے عام طور پر مسلم ممالک کے بہت سے سیاست دانوں کے ساتھ اپنا مطلوبہ سیاسی ایجنڈا پورا کروانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ ریکارڈنگ، فلم بندی اور جاسوسی وہ معمول کے ہتھکنڈے ہیں جو مغربی انٹیلی جنس ادارے غیر ملکی سیاست دانوں کو بلیک میل کرنے اور انہیں مغربی ممالک کے آلہ کار اور کرائے کے ایجنٹ بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

مغرب کا یہ ہولناک تہذیبی زوال، جسے اکیسویں صدی کے پہلے پچیس سالوں میں ایپسٹین فائلوں نے بے نقاب کیا ہے، درحقیقت مغربی تہذیب کے جلد خاتمے اور اسلامی تہذیب کی واپسی کا پتا دے رہا ہے، کیونکہ صرف اسلامی تہذیب ہی قدروں کے اس خلا کو پُر کرنے کی اہلیت رکھتی ہے جو انسانی فطرت اور اس کی جبلت کے عین مطابق نظام کی تلاش میں ہے۔

غزہ اور اس کے باسیوں کے لیے یہ کیسی رسوا کن بے حسی ہے؟!

یہودی افواج غزہ میں منظم خلاف ورزیوں کے ایک واضح نقشے کے تحت مسلسل جرائم کا ارتکاب کر رہی ہیں، اور قتل و غارت گری اور تباہی کا جواز پیش کرنے کے لیے من گھڑت بہانے اور لغو واقعات تراشتی ہیں۔ وہ ایسے اقدامات کر رہی ہیں جو نسل کشی کے جرم کے زمرے میں آتے ہیں، جنھیں ایک مشکوک عالمی خاموشی، سزا سے مسلسل استثنیٰ، اور یہاں تک کہ قطاعِ غزہ کی صورتحال کے انتظام کے لیے بنائی گئی کمیٹی کی کوئی پرواہ کیے بغیر انجام دیا جا رہا ہے۔

غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ جنگ بندی کے معاہدے کی کمزوری کا واضح ثبوت ہے، حالانکہ یہ معاہدہ یہودیوں کے حق میں تھا تاکہ وہ اپنے زندہ اور مردہ قیدیوں کو واپس حاصل کر سکیں، خاص طور پر ان کے اہلِ خانہ کے اندرونی احتجاج میں شدت آنے کے بعد جنہوں نے نیتن یاہو سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ یہودیوں نے معاہدے کے پہلے مرحلے میں اپنے وعدوں کو پورا نہیں کیا، اور اس کی بجائے کہ دوسرا مرحلہ رفح کراسنگ کھولنے سے شروع ہوتا، اس کا آغاز مسلسل خونریزی، ماؤں کے آنسوؤں اور بچوں کی چیخ و پکار سے ہوا۔ انسانوں، پتھروں اور درختوں پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے، جبکہ دنیا کی مکمل غفلت اور بے حسی قائم ہے گویا جنگ بندی کامیاب ہو گئی ہو اور جنگ واقعی ختم ہو چکی ہو!۔

دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور مسلسل دکھ و تکلیف اپنے تمام تر طریقوں، صورتوں اور شکلوں کے ساتھ جاری ہے جبکہ ہر کوئی تماشائی بنا بیٹھا ہے، اور جو لوگ بہت زیادہ دلچسپی دکھاتے ہیں وہ بھی محض ہمدردی اور ناراضگی کے چند الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں!۔ گویا دنیا خون کے مناظر اور بیواؤں و بچوں کی چیخوں کی عادی ہو چکی ہے۔ حکمران غزہ اور اس کے عوام کی قیمت پر پاگل ٹرمپ اور اس کے چہیتے نیتن یاہو کی رضا حاصل کر کے اپنے تخت و تاج بچانے میں مگن ہیں۔

پس اے امتِ اسلام! اے بہترین امت جو لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے نکالی گئی ہے: افواج کہاں ہیں؟! علماء کہاں ہیں؟! سیاست دان کہاں ہیں؟! غزہ اور اس کے باسیوں کے ساتھ یہ کیسی رسوا کن بے حسی ہے؟! تم کٹھ پتلی اور ذلیل حکمرانوں کا تختہ الٹنے اور ان کی محکومی و غلامی سے چھٹکارا پانے کے لیے حرکت میں کیوں نہیں آتے؟! تم غزہ کے لوگوں کو ایک ظالم دشمن اور اس کی نہ ختم ہونے والی طمع کے سامنے اکیلا کیسے چھوڑ سکتے ہو؟! دن رات بہتا ہوا خون، نہ رکنے والی آہیں اور آنسو، اور کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی چیخیں تمہیں کیوں بے چین نہیں کرتیں؟!۔

اے جوانو! کیا تم اس نسل کے عادل اور ثقہ لوگ بننا چاہتے ہو؟

رسولِ کریم ﷺ کا فرمان ہے: **«يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ» "اس علم (دین) کو ہر آنے والی نسل کے عادل (معتبر) لوگ اٹھائیں گے، وہ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کے جھوٹے دعووں اور جاہلوں کی غلط تاویلوں کو دور کریں گے۔"**

کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اس نسل کے عادل اور ثقہ لوگ تم ہی بنو؟ اپنا دین اس کے حقیقی علماء سے سیکھو، اور اس کے حقیقی علماء کی اکثریت تمہیں نہ تو ٹی وی چینلوں پر ملے گی اور نہ ہی حکمرانوں کے شاہی دستر خوانوں پر۔ ہر اس پکار سے خبردار رہو جو تمہیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنے، ناامیدی کا شکار ہونے یا ان مسلمہ اصولوں کو متزلزل کرنے کی دعوت دے جنہیں تمہارے اسلافِ فقہاء نے اپنے قلم کی روشنائی سے سینچا اور تمہارے خلفاء و امراء نے اپنے خون سے ان کا دفاع کیا۔

تمہارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: **«لَا تَفُتُّوا فِي أَعْضَادِ النَّاسِ» "لوگوں کے حوصلے پست نہ کرو"،** اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: **«بَشِّرْ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَالرِّفْعَةِ، وَالدِّينِ وَالنَّصْرِ وَالتَّمْكِينِ فِي الْأَرْضِ» "اس امت کو بلندی، رفعت، دین، نصرت اور زمین میں غلبے واقتدار کی خوشخبری دے دو۔"**

تم سمندر کا جھاگ یا کوڑا کرکٹ نہیں ہو، ورنہ مغرب اور اس کے آلہ کار تم سے جنگ کیوں چھیڑتے اور تمہارے اتحاد سے کیوں لرزتے؟ تم وہی ہو جس نے امریکہ کو شکست فاش دی اور بارہا افغانستان کی مٹی میں اس کی ناک رگڑی۔ تم وہی ہو جس نے ان چار نظاموں کو زمین بوس کر دیا جن کے بارے میں لوگ سمجھتے تھے کہ انہیں کبھی زوال نہیں آئے گا۔ تم وہی ہو جو فلسطین میں بے مثال قربانیاں دے رہے ہو، اور جہاں کے مجاہدین نے غزہ کی مٹی میں یہودیوں کی ناک رگڑ دی ہے۔

تم کتنے عظیم ہو اور تمہاری امت کتنی عظیم ہے! یہ امت اپنے اس جامع، پر کشش اور دلائل سے بھرپور عقیدے کی بدولت کتنی عظیم ہے، جس کی محرومی کی وجہ سے دنیا کے رائج نظام بد بختی کا شکار ہیں اور اوندھے منہ گرے ہوئے ہیں۔

ہماری امت اپنے نوجوان بیٹوں کی وجہ سے کتنی عظیم ہے! وہ مغرب جس کے بوڑھوں کی کمریں جھک چکی ہیں، کتنی حسرت سے تمنا کرتا ہے کہ کاش اسے بھی وہی بھرپور جوانی، ہمت اور تابندگی نصیب ہوتی جو تمہارے پاس ہے۔

ہم اپنے رب کی اس شریعت کی بدولت کتنے عظیم ہیں جس نے ماضی میں انسانیت کی قیادت کی اور جو آج تنِ تنہا ہمیں، بلکہ امریکہ، یورپ اور روس کو بھی سرمایہ داریت (کیپٹل ازم) کی اس دلدل سے نکالنے کی صلاحیت رکھتی ہے جس میں خود وہاں کے رہنے والے بھی اذیت جھیل رہے ہیں۔

اللہ کی قسم! تمہیں اب صرف ایک حقیقی ربانی قائد کی ضرورت ہے، جس کے گرد تم کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ پر بیعت کر کے اکٹھے ہو جاؤ، جو اس زمین کو نور اور انصاف سے بھر دے گا، بالکل ویسے ہی جیسے یہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہے۔

قرغیزستان کے نظام نے حزب التحریر سے وابستگی کے الزام میں پانچ خواتین کو گرفتار کرلیا

قرغیزستان کی قومی سلامتی کی سرکاری کمیٹی نے اطلاع دی ہے کہ جلال آباد صوبے کے ضلع 'نوکن' میں حزب التحریر سے وابستہ خواتین کے ایک سیل کی ارکان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے حکام نے بتایا کہ پارٹی کے خواتین ونگ کی سرگرم ارکان سلائی کڑھائی کی عملی تربیت کی آڑ میں نوجوان لڑکیوں کو کام کی دعوت دیتی تھیں اور پھر آہستہ آہستہ اور غیر محسوس طریقے سے ان کے ذہنوں میں اسلامی افکار راسخ کرتی تھیں۔ یہ خواتین بند ٹیلی گرام چینلز میں سرگرمی سے حصہ لیتی تھیں، 'ممنوعہ' لٹریچر کی تقسیم میں شریک تھیں اور قرغیزستان میں خلافت کے قیام کے حوالے سے بات چیت کرتی تھیں۔

الرایہ کا تبصرہ: یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اسلامی سرگرمیوں کی پاداش میں ان پانچ قرغیز خواتین کی حالیہ گرفتاریاں، روس میں اس طرح کی گرفتاریوں میں آنے والی شدت کے ساتھ ہی عمل میں آئی ہیں۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قرغیزستان کا پورا اندرونی سیکیورٹی کا شعبہ خود وہاں کی اپنی قومی سلامتی کی کمیٹی کے مقابلے میں روسی فیڈرل سیکیورٹی سروس (FSB) کے کنٹرول میں زیادہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً * وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً**﴾ **"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی قصور (کے محض ان کے ایمان کی وجہ) سے دکھ پہنچاتے ہیں، انہوں نے یقیناً ایک بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے" (سورۃ الاحزاب، آیات 58-57)**

نارملائزیشن اور سرمایہ کاری: مشرقِ وسطیٰ میں نئی امریکی پالیسی کے دو بازو (دوسرا حصہ)

تحریر: استاد احمد القصص

(ترجمہ)

مشرقِ وسطیٰ کے خطے کو ایک سرمایہ کاری کے علاقے (Investment Zone) میں تبدیل کرنے کے امریکی منصوبے کے لیے بڑے پیمانے پر استحکام کا قیام ضروری ہے، اور اس مقصد کے لیے نام نہاد "عرب اسرائیل تنازع" کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ ٹرمپ نے اپنے گزشتہ دورِ اقتدار سے ہی "ابراہیمی معاہدات" (Abraham Accords) کے ذریعے اس سمت میں تیزی سے پیش رفت کی ہے، جن کا مقصد اس تنازع کو مکمل طور پر ختم کرنا ہے، تاکہ خطے کی وجودیں ایک ایک کر کے اس غاصب وجود (اسرائیل) کو تسلیم کر لیں۔ اب بہت کم ممالک ایسے رہ گئے ہیں جنہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا، بلکہ یہاں تک کہ وہ ممالک جنہوں نے اسے باضابطہ طور پر تسلیم نہیں کیا، انہوں نے بھی اس کے ساتھ اس طرح معاملہ

کرنا شروع کر دیا ہے جیسے اسے تسلیم کر لیا گیا ہو۔ مثال کے طور پر جب شام کی نئی اتھارٹی اور قابض وجود کے درمیان وزارتی سطح پر ملاقاتیں ہوتی ہیں اور وہ تجارت، زراعت، انٹیلی جنس اور سیکورٹی وغیرہ میں تعاون پر اتفاق کرتے ہیں، تو اسے محض سفیروں کے تبادلے سے بھی بڑھ کر "نارملائزیشن" (تعلقات کی بحالی) قرار دیا جائے گا۔

چنانچہ ہر کوئی اس تگ و دو میں ہے کہ کسی نہ کسی طرح مکمل نارملائزیشن تک پہنچ جائے۔ اس نئی نارملائزیشن کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ اسے مذہبی جواز فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف تو شاہی فقہاء کی طرف سے غاصب وجود کے ساتھ تعلقات کی بحالی اور امریکی احکامات کی تابعداری کو جائز قرار دینے کے لیے فتووں کا تانتا بندھا ہوا ہے، اور دوسری طرف امریکہ، یہودی وجود اور غدار حکمران مل کر ایک نئے "دینِ ابراہیمی" (Abrahamic Religion) کی تشہیر کر رہے ہیں جس کا مقصد خطے کے تمام باشندوں، یعنی یہودیوں، عیسائیوں، مسلمانوں اور اسلام سے منحرف گروہوں، کو ایک ہی ملت قرار دینا ہے، اس بنیاد پر کہ وہ سب ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اسی بنیاد پر ٹرمپ کے پہلے دورِ اقتدار میں طے پانے والے حالیہ معاہدوں کو "ابراہیمی معاہدات" کا نام دیا گیا۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ پوپ، جو اس منصب تک پہنچنے والا پہلا امریکی ہے، اور جن کی جیت کے پیچھے ٹرمپ کا ہاتھ ہونے کا قوی گمان ہے، اس کے دورے کا عنوان "امن" رکھا گیا تھا جو کہ نارملائزیشن کی جانب دھکیلنے کے اس عمل کا حصہ تھا۔ یہ بات بھی توجہ طلب تھی کہ لبنان کے صدر نے اس پیغام کو بخوبی سمجھا اور پوپ کا استقبال ایک ایسی تقریر سے کیا جس میں اس نے تین بار "ابراہیمی" کا لفظ استعمال کیا۔ اس نے اس بات پر فخر کیا کہ لبنان نے سیدہ مریم علیہا السلام کی بشارت کے دن کو "لبنان کے تمام فرقوں اور ہمارے تمام ابراہیمی ادیان کے لیے ایک قومی تہوار" قرار دیا ہے! اس نے "تمام فرزندانِ ابراہیم کے درمیان امن، امید اور مصالحت" کی دعا بھی کی! اس کا کہنا تھا کہ: "یہ مجمع پطرس کے جانشین (پوپ) کے گرد جمع ہو سکتا ہے، جو ابراہیم کے تمام بیٹوں کے متفقہ نمائندے ہیں، اپنے تمام عقائد، مقدسات اور مشترکات کے ساتھ!" اپنے اس بیان کے ذریعے وہ درحقیقت ابراہیمی منصوبے میں شمولیت کا اعلان کر رہا تھا۔ یہ بات انتہائی تکلیف دہ اور شرمناک تھی کہ لبنان میں مذہبی پیشواؤں کی پوپ کے ساتھ ملاقات کے دوران قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے قاری نے ایسی آیات کا انتخاب کیا جن میں "سلام" یا "سلم" (امن) کا لفظ آیا تھا، تاکہ یہ پیغام دیا جا سکے کہ ہم بھی امن چاہتے ہیں!

آج کے امن منصوبوں کا خطرہ گزشتہ منصوبوں سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ یہ صرف جنگوں، تباہی اور تنازعات کو ختم کرنے کی ضرورت کی باتوں تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس امن کو اس عنوان کے تحت جائز اور قانونی قرار دینا مقصود ہے

کہ خطے کے تمام باشندے "ابنائے ابراہیم" (اولادِ ابراہیم) کی حیثیت سے ایک ساتھ مل کر زندگی گزاریں۔ اس معاملے کو مزید خطرناک بنانے والی چیز یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے ساتھ قابض وجود (اسرائیل) خطے کو غاصب وجود جیسی چھوٹی چھوٹی وجودوں میں تبدیل کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، تاکہ یہ پورا علاقہ فرقہ وارانہ، مذہبی یا نسلی بنیادوں پر چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ جائے۔ چنانچہ یہودی وجود کے ساتھ ساتھ ایک عیسائی وجود، ایک شیعہ وجود، ایک درزی، ایک نصیری، ایک کرد، ایک سنی وجود، اور اسی طرح دیگر وجود سامنے آئیں۔ ان وجودوں کو امریکہ ایک ایسے معاشی بندھن میں جوڑ دے گا جس پر اس کا اپنا کنٹرول ہوگا، اور یہ کنٹرول خطے کے علاقائی معاشی ستونوں کو اپنے قبضے میں لے کر حاصل کیا جائے گا، جن میں سائنسی دماغ، افرادی قوت، مالی سرمایہ، صارفین کی منڈیاں، توانائی کے ذرائع، مواصلاتی و نقل و حمل کے نیٹ ورکس، فضائی و بحری بندرگاہیں، اور وہ سرکاری ادارے شامل ہیں جو قانونی طور پر سرحد پار امریکی سرمایہ کار کمپنیوں کو ٹھیکے دیتے ہیں، تاکہ وہ خطے کی معیشت پر مکمل طور پر حاوی ہو سکے۔

جہاں تک موجودہ حکمران حکام یا مستقبل میں ممکنہ طور پر بننے والی نئی وجودوں کا تعلق ہے، تو ان کا اولین مقصد اپنے فرقہ وارانہ اور گروہی مفادات کا تحفظ، تیزی سے بننے والی "خون کی سرحدوں" کی پاسبانی، سرحدی علاقوں پر باہمی تنازعات، اور دوسرے گروہوں سے ڈرا کر عوام کو فرقہ وارانہ اور مذہبی بنیادوں پر اپنے گرد اکٹھا کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ امریکی سرپرست کی طرف رجوع کریں گے تاکہ وہ ان کے درمیان ثالث کا کردار ادا کرے جیسا کہ ابھی ہو رہا ہے۔ مزید برآں، وہ اس نسبتی مالی خوشحالی پر تکیہ کریں گے جو امریکی آقا کی نگرانی میں جاری تعمیرِ نو کے کاموں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے روزگار کے مواقع سے حاصل ہوگی۔ امریکہ اور اس کا پروردہ غاصب وجود (اسرائیل) یہ امید رکھتے ہیں کہ مسلمان اکثریت، جن کا ماضی انقلابی اور جہادی رہا ہے، اپنی تمام تر توجہ روزی روٹی کی تلاش، معاشی سطح کی بہتری اور تعمیر و ترقی کے کاموں میں حصہ لینے پر مرکوز کر دے گی، اور وہ ملک کی دوبارہ تعمیر، معاشی طاقت کی بحالی اور اقوامِ عالم میں اپنا مقام پیدا کرنے کے وہم میں مبتلا ہو جائے گی۔

جبکہ حقیقت میں وہ امریکی علاقائی معاشی ڈھانچے کے اندر صرف وہی کردار ادا کر رہے ہوں گے جو ان کے لیے طے کیا گیا ہے، جس میں یہودی وجود ایک "لاڈلے رکن" کی حیثیت سے موجود ہوگی۔ ان کی مثال اسٹالن کے قدموں میں اس مرغی جیسی ہوگی جو اپنے پر نوچے جانے، لہولہان ہونے اور درد سے تڑپنے کے بعد فوراً وہ دانہ چگنے لگی جو اس نے اس کے سامنے پھینکا تھا۔ یہ اسٹالن سے منسوب وہ مشہور قصہ ہے جو اس نے اپنے اقتدار کے ستونوں کو یہ سکھانے کے لیے سنایا تھا کہ قوموں کو کس طرح مغلوب اور مطیع بنایا جاتا ہے۔ اس پالیسی کا واضح اظہار شام کے لیے امریکہ کے نام نہاد

نمائندے، بد تہذیب سفیر ٹام براک نے صحافیوں کے سوالات کے جواب میں ان الفاظ میں کیا: "مشرقِ وسطیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے... وہاں صرف قبیلے اور دیہات ہیں... مشرقِ وسطیٰ اس طرح کام نہیں کرتا، اس کی ابتدا ایک فرد سے ہوتی ہے، پھر خاندان، پھر گاؤں، پھر قبیلہ، پھر معاشرہ، پھر مذہب، اور آخر میں یہی اس قوم کی حقیقت ہے... یہ ایک وہم ہے کہ ہم 27 مختلف وجودوں کو، جن میں 110 مختلف نسلی گروہ شامل ہیں، سیاسی تصورات کے مطابق متحد کر دیں گے۔ تو پھر وہ کن تصورات پر متفق ہوں گے جو میری اور میرے بچوں کی زندگی کو بہتر بنا سکیں؟"

یہ وہ تصور ہے جو امریکہ اس خطے کے لیے چاہتا ہے جو کہ امتِ مسلمہ کا مرکز ہے۔ یعنی بلادِ شام جو اقصیٰ کی آغوش، بنو امیہ کی خلافت اور ایوبی سلطنت کا مرکز رہا ہے، اور عراق جو خلافتِ عباسیہ اور سلجوقی سلطنت کا دارالخلافہ تھا، اور مصر جو مملوکوں کا مرکز رہا ہے... امریکہ چاہتا ہے کہ یہاں کے لوگ ایسی قوموں میں بدل جائیں جن کا مقصدِ زندگی صرف خوشحالی کے سراب کے پیچھے بھاگنا ہو، اور وہ جہاد، شریعت کی بالادستی، امت کی حاکمیت اور اسے متحد کرنے والی خلافت کے تصورات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ یہ بلاوجہ نہیں ہے کہ ایسے بیانات کو فروغ دیا جارہا ہے کہ: "ہم بہت قتل ہوئے، بہت ذبح ہوئے، بہت بے گھر ہوئے اور بہت تھک چکے ہیں، اب وقت آگیا ہے کہ ہم سکھ کا سانس لیں اور آرام کریں!" حقیقت یہ ہے کہ خطے میں جاری امریکی منصوبہ ہمیں سکھ کا سانس لینے دینا نہیں چاہتا، بلکہ وہ ہمارے سامنے صرف ایک ہی راستہ کھولنا چاہتا ہے، اور وہ ہے تھوڑی سی مادی خوشحالی کے بدلے اس کے سیاسی، معاشی، حفاظتی اور فوجی تسلط کے نیچے زندگی گزارنا۔ امریکہ نے اپنے اس منصوبے کا آغاز خطے کے نظاموں کو فوجی، سیکورٹی اور معاشی معاہدوں کا پابند بنا کر کر دیا ہے، جن میں سب سے حالیہ شام کا "دہشت گردی" کے خلاف بین الاقوامی اتحاد میں شامل ہونا اور امریکہ-اسرائیل-شام کا وہ مشترکہ اعلان ہے جس میں سیکورٹی، انٹیلی جنس، تجارتی اور زرعی تعاون کے معاہدوں کے آغاز کا ذکر کیا گیا ہے...

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے رکن

سوڈان میں صورتحال: جنگ اور جنگ بندیوں کے درمیان

تحریر: استاد عبد الخالق عبدون

(ترجمہ)

سوڈانی فوج اور اس کے معاون دستوں کی جانب سے 'الدلنج' شہر پر ریپڈ سپورٹ فورسز اور ان کی حلیف 'عوامی تحریک-شمال' کا محاصرہ ختم کرنے کے تقریباً ایک ہفتے بعد، فوج ریاست جنوبی کردفان کے دارالحکومت 'کادقلی' کا اسی طرح کا محاصرہ توڑنے میں بھی کامیاب ہوگئی ہے۔ فوج نے کادقلی تک پہنچنے کے لیے ایک فوجی آپریشن شروع کیا اور کادقلی-الدلنج شاہراہ پر عوامی تحریک اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے خلاف شدید لڑائی لڑی، جس کی بدولت اس نے السماسم، الکرقل اور الدیشول کے قصبوں پر کنٹرول حاصل کر لیا، اور پھر شام کے وقت الکویک قصبے میں کادقلی سے آنے والی ایک نفری سے ملاقات کی اور شہر میں داخل ہوگئی۔ ریپڈ سپورٹ فورسز اور ان کی اتحادی عوامی تحریک-شمال نے 15 اپریل 2023 کو جنگ کے آغاز کے ابتدائی مہینوں سے ہی اس شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ کادقلی کی خاص اہمیت اس کی وجہ سے ہے کہ یہ ریاست جنوبی کردفان کا دارالحکومت اور اس کا انتظامی مرکز ہے، علاوہ ازیں اس کا جغرافیائی محل وقوع اسے کردفان کی ریاستوں اور جنوبی سوڈان کی سرحدوں کے درمیان ایک اہم تجارتی و مواصلاتی مرکز (جنکشن) بناتا ہے۔

26 جنوری 2026 کو، فوج الدلنج کا محاصرہ ختم کرنے میں کامیاب ہوئی، جو کادقلی کے بعد ریاست کا دوسرا بڑا شہر ہے، یہ محاصرہ تقریباً دو سال تک ریپڈ سپورٹ فورسز اور عوامی تحریک-شمال نے برقرار رکھا تھا۔ الدلنج شہر کادقلی اور شمالی کردفان کے درمیان ایک اہم کڑی ہے اور اسے شہریوں اور سامان کی نقل و حمل کے لیے ایک اہم گزرگاہ سمجھا جاتا ہے۔ اکتوبر 2025 سے کردفان ریجن کی تینوں ریاستوں (شمالی، مغربی، اور جنوبی) میں 2023 سے جاری جنگ کے فریم ورک کے اندر سوڈانی فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں۔

ام درمان میں سوڈان کے سرکاری ٹیلی ویژن کے ہیڈ کوارٹر کے دورے کے دوران، عبوری خودمختار کونسل کے سربراہ البرہان نے بیان دیا: "ہم سوڈانیوں کو کادقلی کا راستہ کھلنے پر مبارکباد دیتے ہیں، اور وہاں کے اپنے لوگوں کو بھی مسلح افواج کی آمد پر مبارکباد دیتے ہیں۔ ہماری افواج ملک کے ہر کونے میں پہنچیں گی"۔ اس نے کسی بھی فائر بندی کو شہروں سے

ریپڈ سپورٹ فورسز کے انخلاء سے مشروط کیا اور وضاحت کی: "ہم جنگ بندی کی کسی بھی دعوت کا خیر مقدم کرتے ہیں بشرطیکہ اسے دشمن کی طاقت بڑھانے کے لیے استعمال نہ کیا جائے یا ملیشیا کو دوبارہ سنبھلنے کا موقع نہ دیا جائے"۔ انہوں نے مزید واضح کیا کہ امن اور جنگ بندی کی ہر پکار کا جواب دیا جائے گا، اور اس بات پر زور دیا کہ "ہم سوڈانیوں کے خون کا سودا نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے حقوق کو پامال کریں گے"۔ البرہان نے الفاشر شہر کے لوگوں کو پیغام دیا کہ مسلح افواج مشترکہ افواج، رضاکاروں اور عوامی مزاحمت کی مدد سے ان کی طرف آ رہی ہیں۔

الدلنج، کادقلی یا کسی اور شہر کی واپسی دراصل لوگوں کو اس جاری جنگ کی اصل حقیقت سے غافل کرنے کے لیے ہے، جسے امریکہ نے اپنے دو ایجنٹ جرنیلوں، البرہان اور دقلو کی مدد سے شروع کیا ہے، تاکہ برطانیہ کے حامیوں کو اقتدار سے باہر نکالا جا سکے اور امریکی مہروں کو حکومت میں مستحکم کر کے سوڈان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ اس لعنتی جنگ کو ختم کرنے کا کوئی فوجی حل نہیں ہے، بلکہ دونوں فریق محض ایک دوسرے پر حملے اور پسپائی کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکہ اب اس جنگ کے نتائج سمیٹنے کی جانب بڑھ رہا ہے، چنانچہ امریکی محکمہ خارجہ کے فرسٹ ڈپٹی ترجمان پیگوٹ کے دفتر سے 4 فروری 2026 کو ایک پریس ریلیز جاری ہوئی کہ امریکہ نے 3 فروری 2026 کو اپنے حلیفوں اور شراکت داروں کے ساتھ ایک تقریب کی میزبانی کی جہاں امداد کے لیے 1.5 بلین امریکی ڈالر کے نئے وعدے کیے گئے۔ بیان کے مطابق، امریکہ نے 20 سے زیادہ عطیہ دہندگان کو 'ڈونلڈ جے ٹرمپ انسٹی ٹیوٹ فار پیس' میں مدعو کیا، جہاں انہوں نے 'سوڈان ریلیف فنڈ' کے ذریعے 200 ملین امریکی ڈالر کی اضافی امداد کا اعلان کیا، جس کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک بالخصوص متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، قطر، کویت، مصر، چاڈ، برطانیہ، ناروے اور دیگر ریاستوں کی جانب سے بھی بڑے عطیات کا اعلان کیا گیا۔

بیان میں مزید کہا گیا ہے: "ہم 15 اپریل کو برلن میں ہونے والے اجلاس کے منتظر ہیں، اور اس اہم انسانی کوشش میں مزید ممالک کی شمولیت کی توقع رکھتے ہیں"۔ اسی طرح عرب اور افریقی امور کے لیے امریکی صدر کے سینئر مشیر مسعد بولس نے اشارہ دیا کہ اس وقت ایک ایسی دستاویز موجود ہے جس کے بارے میں خیال ہے کہ وہ سوڈان میں تنازع کے دونوں فریقوں کو قبول ہے اور توقع ہے کہ یہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جنگ بندی کا باعث بنے گی۔ اس نے واشنگٹن میں 'یونائیٹڈ سٹیٹس انسٹی ٹیوٹ آف پیس' (امریکی امن ادارے) کے ہیڈکوارٹر میں سوڈان کے حوالے سے منعقدہ ایک تقریب کے دوران بتایا کہ اقوامِ متحدہ نے ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا ہے جس کے تحت سوڈان میں برسرِپیکار دونوں فریقوں کے جنگجو بعض علاقوں سے پیچھے ہٹ جائیں گے، جس سے انسانی امداد کی ترسیل ممکن ہو سکے گی۔ اس نے یہ بھی

کہا کہ 'کواڈ' (چار ملکی گروپ) کی توثیق کے بعد سوڈان کے فریقین کے درمیان امن معاہدہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس نے مزید کہا کہ "ہم سوڈان کے امن معاہدے کو سلامتی کونسل میں پیش کرنے کے بعد امن کونسل میں لے جاسکتے ہیں"۔

مسعد بولس، جو اپنے تمام بیانات میں متوقع جنگ بندیوں کے اعلانات کے لیے مشہور ہے، اس نے سوڈان کے متحارب گروہوں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ بغیر کسی پیشگی شرط کے امریکہ کے اس منصوبے کو قبول کر لیں جسے 'کواڈ' ممالک کی حمایت حاصل ہے۔ یہ منصوبہ تین ماہ کے لیے انسانی بنیادوں پر جنگ بندی نافذ کرنے کی بنیاد رکھتا ہے جو کہ مستقل فائر بندی کی تمہید ہوگی، اور اس کے نتیجے میں نو ماہ کے عبوری دور کی راہ ہموار ہوگی، لیکن امریکی ایلچی کے مطابق اسے دونوں فریقوں کے انکار کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی طرح ٹرمپ بھی وقتاً فوقتاً یہ بیان دیتا رہتا ہے کہ اس کی انتظامیہ سوڈان میں جاری جنگ کے خاتمے کے لیے بھرپور کوششیں کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر، واشنگٹن میں ہر سال فروری کی پہلی جمعرات کو منعقد ہونے والے روایتی 'نیشنل پریئر بریک فاسٹ' (قومی دعائیہ ناشتہ) میں شرکت کے دوران خطاب کرتے ہوئے اس نے اس بات پر زور دیا کہ ان کی انتظامیہ سوڈان میں جنگ ختم کرنے کے بہت قریب پہنچ چکی ہے، اور ان کا دعویٰ ہے کہ سوڈان میں جاری یہ تنازع نویں جنگ ہوگی جسے وہ ختم کریں گے۔

یہ لایعنی جنگ جو سوڈان کو تباہ کر رہی ہے اور جس کی وجہ سے دنیا کی سب سے بڑی نقل مکانی دیکھنے میں آئی، ہرگز شروع نہ ہوتی اگر یہ حکمران ایجنٹ نہ ہوتے، جنہوں نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی کہ سوڈان استعماری کافر مغرب کے منصوبوں کے لیے اکھاڑا بنا رہے۔ اور یہ مجرم جب چاہتے ہیں جنگ بھڑکاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اسے روک دیتے ہیں۔ سوڈان کے لوگ کبھی بھی ایسی باوقار اور پرامن زندگی نہیں گزار سکیں گے جس میں انہیں ان کے تمام حقوق حاصل ہوں، سوائے ایک ایسی ریاست کے سائے میں جس کا بیرونِ ملک سے کوئی تعلق نہ ہو، بلکہ وہ اپنی طاقت اللہ عزوجل سے حاصل کرے، جو ان ایجنٹوں کو اقتدار کے ایوانوں سے نکال باہر کرے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کے ذریعے ان کافروں کے شیطانی وسوسوں کو خاک میں ملادے۔ ﴿لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ﴾ **"ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے" (سورہ الصافات: آیت 61)**

ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن

امت کے تمام طبقات مبارک سرزمین فلسطین اور اس کے باسیوں کے ساتھ برتی جانے والی اس بے حسی اور رسوائی کا کیا جواب دیں گے؟!

دیکھو! فلسطین پوری امت کے سامنے جل رہا ہے اور اس کے حکمران اس دھوکے کے ذریعے (عوام کے) غصے کی چنگاریوں کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ عنقریب جنگ بندی ہونے والی ہے، جنگ ختم ہو چکی ہے، اور یہ کہ غزہ کو امداد کے لیے پوری طرح کھول دیا جائے گا، تاکہ امت اس حقیقت کو بھول جائے کہ فلسطین کا کوئی حل نہیں ہے سوائے اس کے کہ اسے یہودیوں کی ناپاکی سے پاک کیا جائے!

آج کا دن بھی گزرے ہوئے کل جیسا ہی ہے، فلسطین کی عفت مآب بیٹیوں کی 'وامعتصماہ' کی پکاریں اب بھی زمین کے ہر کونے میں گونج رہی ہیں! اس کے بچوں کے آنسو اب بھی امت اور اس کی افواج کی بے حسی پر حسرت کے ساتھ بہہ رہے ہیں، اور وہ اپنی مدد پر قادر ہر شخص کے کانوں میں اللہ سے اپنی فریاد پہنچا رہے ہیں کہ: اللہ کے ہاں ہی مقدمہ پیش ہو گا اور اللہ ہی سے شکایت ہے۔ مسجدِ اقصیٰ اب بھی یہودیوں کے نیزوں تلے سسک رہی ہے جو اسے اپنے قدموں سے ناپاک کر رہے ہیں، اس کی بنیادیں کھود رہے ہیں اور اللہ کے بندوں کو اس کے صحنوں تک پہنچنے سے روک رہے ہیں۔ پھر مبارک سرزمین فلسطین میں بسنے والا ہر فرد اور وہاں کی ہر چیز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ دشمن اس حد تک کبھی نہ پہنچ پاتا اگر گزشتہ اسی (80) سال سے زائد عرصے سے یہ حکمران نظام سازشوں اور ملی بھگت میں مصروف نہ ہوتے۔

پس یہ امت اپنے سپاہیوں، مردوں، علماء، سیاستدانوں، پڑھے لکھے لوگوں اور عام آدمی کے ساتھ مبارک سرزمین فلسطین اور اس کے باسیوں کو تنہا چھوڑ دینے کی اس رسوائی کا بوجھ لے کر کہاں جائے گی، جبکہ پوری دنیا اس (مبارک سرزمین فلسطین) پر ٹوٹ پڑی ہے اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اس کے رہنے والوں پر تنگ کر دی گئی ہے؟ یہ امت کہاں جائے گی جب اس نے دیکھ لیا کہ اس کے حکمرانوں نے اہل فلسطین کے ساتھ وہی ارادہ کر لیا ہے جو ایک دشمن اپنے دشمن سے رکھتا ہے؟ یہ امت کہاں جائے گی اگر اس کی آگ اب بھی نہ بھڑکی اور اس کے دلوں میں جہاد کی بھٹیاں روشن نہ ہوئیں؟ اور یہ کہاں جائے گی اگر اس نے ان لوگوں کو (اقتدار سے) نہ گرایا جنہوں نے مبارک سرزمین فلسطین کو بے یار و مددگار چھوڑا، اس کے باسیوں سے غداری کی اور انہیں ایسے دشمن کے حوالے کر دیا جو ان کے بارے میں کسی عہد و پیمان یا قرابت کا لحاظ نہیں رکھتا؟ ان سب باتوں کے بارے میں یہ امت اللہ کے سامنے کیا جواب دے گی؟!

ہماری امت اور افواج کے مخلص بیٹوں کے نام

اے مسلمانو! آج تم جس تنگی، گھٹن اور جبر کا شکار ہو، یہ کوئی اٹل تقدیر نہیں ہے، اور نہ ہی یہ ایسی آزمائش ہے جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو، بلکہ یہ اس فاسد نظام کا کڑوا پھل ہے جو تم پر مسلط کیا گیا ہے، جس کا تمہارے اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تمہاری حقیقی نجات چہروں اور شخصیتوں کو بدلنے سے حاصل نہیں ہو گی، اور نہ ہی اس نظام کی پیوند کاری یا اصلاح سے ممکن ہے، بلکہ اس کا واحد راستہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف سچی واپسی میں ہے، اور حزب التحریر کے ساتھ مل کر ایک جامع اسلامی ریاست یعنی نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے بھرپور، مخلصانہ اور سنجیدہ جدوجہد کرنے میں ہے۔

اے اسلامی ممالک کی افواج کے مخلص سپاہیو! تم اس عظیم و قدیم امت کے بیٹے ہو، تم اس کی وہ تلواریں ہو جنہیں تمہارے غدار حکمرانوں اور کمانڈروں نے اپنے کافر مغربی آقاؤں کے حکم پر میانوں میں ڈال رکھا ہے، حالانکہ اصل میں تم ہی اس کے حقیقی محافظ ہو۔ یاد رکھو! تمہارا اعزاز سائیکس پیکو کی ان سرحدوں کی حفاظت میں نہیں ہے جو استعمار نے تمہارے ممالک کے درمیان کھینچی تھیں تاکہ تمہاری وحدت کو پارہ پارہ کر دے اور تمہارے شیرازے کو بکھیر دے، اور نہ ہی تمہارا وقار ان غدار نظاموں کی حفاظت میں ہے جو تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں گروی رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ تمہارا اعزاز اللہ کے دین کی نصرت میں ہے، اور اپنی امت کے ساتھ کھڑے ہو کر اسلام کے اقتدارِ اعلیٰ کو دوبارہ بحال کرنے میں ہے۔ آج تاریخ اپنے صفحات ان لوگوں کے لیے کھولے ہوئے ہے جو اپنا نام حضرت عمر، صلاح الدین ایوبی، سیف الدین قطز اور سلطان عبد الحمید جیسے جلیل القدر فاتحین کے ساتھ عزت و شرف کے صفحات پر لکھوانا چاہتے ہیں، یا پھر ابورغال، ابن العلقمی اور جبری دور کے حکمرانوں کے ساتھ ذلت و رسوائی کے صفحات پر۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خلافت کے خاتمے کی یاد جو اب بھی ہم پر سایہ فگن ہے، محض کھنڈرات پر رونے کے لیے نہیں ہے، بلکہ ہمتوں کو جوان کرنے، عزم کی تجدید اور انتھک محنت کرنے کے لیے ہے۔ خلافت اگر غائب ہوئی تھی تو صرف اس لیے کہ وہ دوبارہ واپس آئے، اور اللہ کے حکم سے وہ عنقریب نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافتِ راشدہ کی صورت میں واپس آنے والی ہے۔

مقبوضہ کشمیر سے ایک سچی پکار!

تحریر: پروفیسر محمد عبداللہ- مقبوضہ کشمیر

(ترجمہ)

جس وقت پاکستان 5 فروری کو یومِ یکجہتی کشمیر کے نام پر ایک ڈرامے کی تیاری کر رہا ہے، جس میں نغمے دہرائے جاتے ہیں اور انسانی زنجیریں بنائی جاتی ہیں، تو اسے چاہیے کہ وہ ان نمائشی شور و غل سے نکل کر وادیِ کشمیر کی دم گھونٹتی خاموشی کو محسوس کرے۔ میڈیا اور انٹیلی جنس رپورٹس میں دکھائی جانے والی یہ خبریں امن نہیں، بلکہ ایک ایسی جیل کی خاموشی ہے جسے ایک مجرمانہ انتظامیہ چلا رہی ہے، جس کا نشانہ عوام کے جسم، عقل اور ایمان ہیں۔ جب پاکستانی حکمران کشمیر کے 'شہ رگ' ہونے کے گیت گاتے ہیں، تو زمین پر حقائق ایک منظم مٹاؤ کو ظاہر کر رہے ہیں، جہاں مردوں کو ان کی قبروں سے اور زندوں کو ان کی آوازوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ یکجہتی کے منتظر نہیں بلکہ فوجی مداخلت اور مسلح افواج کی عملی پیش قدمی کے منتظر ہیں۔

کشمیر میں نام نہاد استحکام اور نارمل زندگی قبرستان کی خاموشی کے سوا کچھ نہیں، جسے جدید تاریخ کے بدترین انتظامی محاصرے کے ذریعے مسلط کیا گیا ہے۔ ہندو ریاست زمین پر قبضے سے آگے بڑھ کر اب مسلمانوں کے وجود کو مٹانے کی کوشش کر رہی ہے، جس میں اس کے جسم، فکر، معیشت اور دین کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ 5 اگست 2019 کو کشمیر کے یکطرفہ الحاق اور پاکستانی قیادت کے ہتھیار ڈالنے کے بعد سے، 'نیا کشمیر' کا منصوبہ کوئی ترقیاتی منصوبہ نہیں بلکہ ایک آبادکارانہ استعماری منصوبہ ہے جس کا مقصد وادیِ کشمیر کی اسلامی شناخت کو ختم کرنا ہے۔ اعداد و شمار جھوٹ نہیں بولتے، لیکن اس کے باوجود پاکستانی قیادت انہیں نظر انداز کر رہی ہے یا اپنے تنگ نظر سیاسی مقاصد کے لیے موقع پرستی کے ساتھ استعمال کر رہی ہے۔ 2019 کی غداری کے بعد سے، کشمیر کو خاردار تاروں کے پیچھے قید کر دیا گیا ہے جہاں 9 لاکھ فوجی ہر فرد کی سانسوں پر پہرہ دے رہے ہیں، ایسی قبریں ہیں جو مخالفین کو نگل رہی ہیں، اور ایسی جیلیں ہیں جو تشدد کی گونج سے بھری ہوئی ہیں۔ نوے کی دہائی سے اب تک دسیوں ہزار لوگ شہید ہو چکے ہیں، کونن اور پوش پورہ میں عصمتیں دری کی گئیں، اور جبری گمشدگیوں کے عقوبت خانوں میں پورے کے پورے خاندانوں کو ختم کر دیا گیا، اور اب خون کی کوئی قیمت نہیں رہی کیونکہ یہ ایک ایسی دنیا میں مسلمانوں کا خون ہے جو ان کے المیے سے آنکھیں پھیر چکی ہے۔

2019 کے الحاق کے بعد کشمیر کے عوام نے 550 سے زائد دن مکمل مواصلاتی بائیکاٹ اور تنہائی میں گزارے، جو ایک اجتماعی سزا تھی جس کا مقصد ان کے جذبۂ مزاحمت کو توڑنا تھا۔ عدلیہ مستقل سزا دینے کا ایک آلہ بن چکی ہے، جہاں 'غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کا ایکٹ' (UAPA) بذاتِ خود ایک سزا بن گیا ہے، جس میں سزا کی شرح 0.6 فیصد سے بھی کم ہے جبکہ ہزاروں افراد جیلوں میں سڑ رہے ہیں تاکہ ان کے حوصلے پست کیے جا سکیں۔ جہاں تک 'پبلک سیفٹی ایکٹ' (PSA) کا تعلق ہے، تو یہ ایک 'گھومنے والے دروازے' کا نظام ہے جس کے تحت قیدیوں کو سالوں بعد رہا کیا جاتا ہے اور پھر جیل کے دروازے پر ہی نئے فیصلے کے تحت دوبارہ گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ان جیلوں میں تشدد محض اعترافِ جرم کروانے کے لیے نہیں بلکہ عزم و ارادے کو توڑنے کے لیے ایک منظم طریقے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مسلمان نوجوانوں کے جسموں کو بجلی کے جھٹکوں اور ڈرل مشینوں سے چھیدا جاتا ہے، اور انہیں دورانِ تشدد یا تمغوں اور ترقیوں کے حصول کے لیے فرضی مقابلوں میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ محض زیادتیاں نہیں ہیں، بلکہ ایک ایسی متعصب فوج کے روزمرہ کے اقدامات ہیں جسے 'خصوصی اختیارات کے قانون' (AFSPA) کے تحت مکمل تحفظ حاصل ہے۔

ہندو غاصبانہ قبضہ تو اب مردوں کے خلاف بھی جنگ لڑ رہا ہے۔ وہ ایک زندہ مجاہد سے زیادہ شہید سے ڈرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 2020 سے شہداء کے جسدِ خاکی ان کے لواحقین کے حوالے نہیں کیے جا رہے، بلکہ انہیں ان کے آبائی علاقوں

سے دور بونیار کے دور افتادہ گمنام قبرستانوں میں دفن کیا جاتا ہے۔ جب پروینہ آہنگر جیسی مائیں، جو لاپتہ افراد کے والدین کی تنظیم کی بانی ہیں، ان گمشدہ افراد کا ریکارڈ مرتب کرنے کی کوشش کرتی ہیں، تو ان کے دفاتر پر چھاپے مارے جاتے ہیں اور فائلیں ضبط کرلی جاتی ہیں۔ اس نام نہاد "نیا کشمیر" میں تو مردوں کا ذکر کرنا بھی ایک قابلِ سزا جرم بن چکا ہے۔ درگاہ حضرت بل جیسی مقدس مسجد کے اوپر ہندوستانی ریاست کا نشان نصب کر دیا گیا ہے، جو مسلمانوں کی تذلیل کی ایک جارحانہ کوشش ہے، جبکہ سری نگر کی جامع مسجد جمعہ کے دن بند رکھی جاتی ہے، خطیبوں کی آوازیں دبادی گئی ہیں اور ائمہ و مبلغین کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔ یہ محض شورش پسندی کے خلاف کوئی مہم نہیں بلکہ اسلام کے خلاف ایک باقاعدہ جنگ ہے۔

"باجوہ ڈاکٹرائن" اور امن کا فریب: جس وقت کشمیر ڈومیسائل قوانین اور مقدسات کی پامالی کے باعث دم توڑ رہا تھا، پاکستانی حکمران اصل راستے سے بھٹک رہے تھے۔ مارچ 2021 میں جنرل باجوہ نے پالیسی کو "جیو پولیٹکس سے جیو اکنامکس" کی طرف موڑنے کا اعلان کیا، اور تجارت کے دروازے کھولنے کی خاطر ماضی کو دفن کرنے کی بات کی۔ لیکن وہ جس ماضی کو دفن کرنا چاہتے تھے، وہ خود کشمیر تھا۔ یہ کسی ریاست کی قیادت نہیں بلکہ ایک منافق تاجر کی ذہنیت ہے جو مسلمانوں کی لاشوں پر سوداگری کرتا ہے۔ کشمیر کا مقدمہ فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (FATF) کی گرے لسٹ کی شرائط اور آئی ایم ایف (IMF) کے دباؤ کا یرغمال بن کر رہ گیا، یوں آزادی کے مقصد کو "مالی استحکام" کے نام پر بیچ دیا گیا۔ پاکستان کے ایٹمی طاقت ہونے کے فخر کے باوجود، بھارت کو کشمیر ہڑپ کرنے سے نہ روکا جاسکا۔ اس کے جواب میں "تیس منٹ کا احتجاج" ایک مذاق تھا، جو محض عوامی غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ایک ایسی سیاسی چال تھی جس میں کوئی عملی قدم شامل نہیں تھا۔ بیانات جاری ہوئے، او آئی سی (OIC) کے اجلاس ہوئے اور پھر سب اپنے اپنے دستر خوانوں پر لوٹ گئے، جبکہ کشمیری مسلمان اس پورے ڈرامے کو جیلوں، عقوبت خانوں اور خاموش قبرستانوں سے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جنہیں چھروں (pellets) سے اندھا کر دیا گیا ہے۔ آج 5 فروری کو یومِ یکجہتی کشمیر محض ایک قومی رسم بن کر رہ گیا ہے، جس میں نغمے گائے جاتے ہیں اور انسانی زنجیریں بنائی جاتی ہیں۔

لاوارث قیدی کا چیلنج: تمام تر بے وفائیوں اور غاصبانہ مظالم کے باوجود، مقبوضہ سرزمین پر کشمیری مسلمان کی روح ہی واحد آزاد عنصر ہے۔ ہندو ریاست نے سوچا تھا کہ آرٹیکل 370 کو ختم کرکے اور وادی میں ہندو افسر شاہی کو مسلط کرکے وہ زمین کی شناخت بدل دے گی، لیکن وہ اپنے اعترافات میں خود ناکام رہی۔ مئی 2025 میں پاکستانی افواج اور ہندوستانی فوج کے درمیان ہونے والی مختصر جنگ کے دوران، کشمیری عوام نے ہاتھ اٹھا کر پاکستانی طیاروں کی کامیابی کی دعائیں مانگیں اور

ان معرکوں پر ایسے ہی خوش ہوئے جیسے کھیلوں میں فتح پر ہوتے ہیں، جس سے انہوں نے غاصب کی شناخت کو یکسر مسترد کر دیا۔ لیکن 5 فروری 2026 کا دن بھی اپنے ماضی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ اس امت کے سچے بیٹوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے سامنے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں، اور فوجی قوت رکھنے والوں میں اب بھی ایسے لوگ ہیں جو دلوں میں محض باتوں کے بجائے کچھ کر گزرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ یہ پکار ان جرنیلوں کے لیے نہیں ہے جو مغربی سفارت کاروں کے ساتھ گالف کھیلتے ہیں، بلکہ ان افسران کے لیے ہے جو رات کی تاریکی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اپنے عہد اور جہاد کو یاد رکھتے ہیں۔

اے پاک فوج کے مخلص افسرو! آپ ان لوگوں کی اولادیں ہیں جو استعماری سرحدوں کو تسلیم نہیں کرتے، اور جب محمد بن قاسم سندھ کے ساحلوں پر کھڑے ہوئے تھے تو انہوں نے کسی طاغوتی کونسل کے فیصلے کا انتظار نہیں کیا تھا، پھر آپ سلامتی کونسل سے اجازت ملنے کا انتظار کیسے کرسکتے ہیں؟! انہوں نے معاشی اشاریوں سے مشورہ نہیں کیا تھا، بلکہ وہ راجہ داہر کے ظلم کے خلاف ایک مسلمان عورت کی پکار پر اسے بچانے کے لیے نکل پڑے تھے، اور آج کشمیر میں چالیس لاکھ مسلمان بہنیں پکار رہی ہیں! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا**﴾ **"اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے رہنے والے ظالم ہیں" (سورۃ النساء: آیت 75)**

ان 'رویبضہ' (نااہل و خائن) حکمرانوں نے آپ کے ساتھ غداری کی ہے، کیونکہ انہوں نے واشنگٹن کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیا ہے، اور وہ اللہ کے خوف سے زیادہ پابندیوں کی فہرست (گرے لسٹ) سے ڈرتے ہیں، انہوں نے آپ کو استعمار کی کھینچی ہوئی سرحدوں کا چوکیدار بنا دیا ہے، اور "اسلام کی تلوار" کو امریکہ کی ڈھال میں بدل دیا ہے۔ ستر سالوں سے وہ "کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے" کا نعرہ لگا رہے ہیں، لیکن انہوں نے اسے ہمیشہ صرف ایک نعرے کے طور پر استعمال کیا ہے، حقیقت کے طور پر نہیں۔ اور جب نئی دہلی نے 2025 کے پہلگام تصادم کے بعد سندھ طاس معاہدہ معطل کیا، تو یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے اس شہ رگ کو تجارتی مفادات کے عوض بیچ دیا، یہ بھول کر کہ شہ رگ کے بغیر جسم تجارت نہیں کرتا بلکہ خون بہنے سے مر جاتا ہے۔

اے سچے افسرو! یہ استحکام محض ایک جھوٹ ہے، امن کا عمل ایک جال ہے، اور جس امن کی یہ تشہیر کر رہے ہیں وہ قبرستانوں کی خاموشی ہے۔ تاریخ یہ کبھی نہیں لکھے گی کہ پاکستان کشمیر کو کسی معرکے میں ہارا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسے بند کمروں میں قرضوں اور سفارتی چاپلوسی کے عوض دشمن کے حوالے کیا گیا ہے۔ جب آپ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، تو آپ میں سے کسی سے اس کے عہدے یا تنخواہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا، بلکہ اس خاموشی کی وجہ پوچھی جائے گی جو بھائیوں کی پکار پر اختیار کی گئی تھی۔ اپنی ان فوجی وردیوں کو دیکھیں، یہ نمائشی پریڈوں کے لیے نہیں ہیں، بلکہ امت کی حفاظت کے لیے کفن ہیں۔ تاریخ کو یہ مت لکھنے دیں کہ جب شہ رگ کٹی جا رہی تھی تو آپ جلاد کو سلامی دے رہے تھے۔ واشنگٹن کی سیاست کو مسترد کر دیں، اور اس 'باجوہ ڈاکٹرائن' کو پاش پاش کر دیں جو خون پر تجارت کو ترجیح دیتی ہے۔ آپ کے پاس طاقت ہے، آپ کے پاس دین ہے، اور آپ پر شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اور آپ اللہ کے حضور کسی سیاسی دستاویز کے ساتھ نہیں پیش ہوں گے، بلکہ اللہ کی راہ میں جہاد کی خاک سے اٹے ہوئے قدموں کے ساتھ حاضر ہوں گے۔

ان ایجنٹ قیادتوں نے امت کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے، اور حزب التحریر آپ کو بار بار پکار رہی ہے کہ ان زنجیروں کو توڑ دیں اور نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے اس کی مخلص قیادت کو نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کریں۔ آپ کے پاس قوت کی چابی ہے، اسے امت کی جیل کو مقفل کرنے کے لیے نہیں بلکہ فتح کے دروازے کھولنے کے لیے استعمال کریں۔ اس دور کے 'انصار' بنیں اور خلافت کی اس ڈھال کو واپس لائیں جس کی خوشخبری ہمارے نبی ﷺ نے دی تھی۔

یہ ایک مقبوضہ اسلامی سرزمین کی طرف سے ایک سچی پکار ہے۔

اے پاکستان کے سپاہیو! کسی صلیبی جنرل کی قیادت میں فلسطین مت جاؤ، بلکہ ایک خلیفہ راشد کے جھنڈے تلے وہاں کے لیے کوچ کرو

اے پاکستان کی فوج، اے پاکستان کے علماء، اے پاکستان کے میڈیا اور سیاست کے نمایاں چہرو! "امن کونسل" میں شرکت کرنے کا مطلب ارضِ مبارک فلسطین پر مستقل صہیونی اور صلیبی قبضے کو دوام بخشنا ہے، وہ بھی صلیبی مہم کے سرکردہ رہنماؤں کی سرپرستی میں، اور وہاں کے مسلمانوں کے خون کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہے۔ ٹرمپ کی یہ کونسل محض جنگ اور قبضے کی ایک کونسل ہے۔ ٹرمپ کے داماد اور اس کونسل کے رکن جارڈ کشنر نے 15 فروری 2024 کو ہارورڈ یونیورسٹی میں ایک انٹرویو کے دوران واضح کہا تھا کہ فلسطینی ریاست کا تصور ایک "انتہائی برا خیال" ہے کیونکہ اس سے، بقول اس کے، "دہشت گردی کو انعام" ملے گا۔ جبکہ اسلام کے خلاف جنگ کے ایک بڑے منصوبہ ساز ٹونی بلیئر نے 29

ستمبر 2025 کو کہا: "صدر ٹرمپ نے ایک دلیرانہ اور دانشمندانہ منصوبہ پیش کیا ہے جو "اسرائیل" کے لیے مکمل اور مستقل سیکورٹی کی ضمانت دیتا ہے"۔ جہاں تک 'انٹرنیشنل اسٹیبلائزیشن فورس' کے فوجی کمانڈر میجر جنرل جیسپر جیفرز کا تعلق ہے، تو اس نے اپنے طویل اور خونی فوجی کیریئر کے دوران عراق میں 'آپریشن عراقی فریڈم' اور افغانستان میں 'اینڈیورنگ فریڈم' اور 'ریزولیوٹ سپورٹ' میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اب غزہ بھیجی جانے والی کوئی بھی مسلم فوج، خواہ وہ پاکستان سے ہو یا انڈونیشیا سے، اسی کی کمان کے ماتحت ہوگی۔ اس استعماری منصوبے میں شرکت کی یہی اصل حقیقت ہے، جسے ہمارے حکمران پاکستان کی "سفارتی فتح" قرار دے کر پیش کر رہے ہیں! کاش کہ بازاروں میں "حیا" نام کی بھی کوئی شے بکتی جسے خرید کر ان حکمرانوں کو پیش کیا جاسکتا!۔

اے پاکستان کی فوج! فلسطین کی آزادی کے لیے مسلمانوں کی افواج کے کندھوں پر عائد شرعی فریضہ 1948ء سے قائم ہے اور آج کے دن تک ساقط نہیں ہوا ہے۔ تقریباً آٹھ دہائیاں گزر چکی ہیں جو پے در پے خیانتوں سے بھری ہوئی ہیں، جن میں سے ایک غزہ کیے ساتھ روا حالیہ خیانت بھی ہے۔ لہٰذا ارضِ مبارک فلسطین کی سرزمین پر کسی امریکی صلیبی جنرل کی قیادت میں قدم مت رکھنا، بلکہ وہاں اس خلیفہ راشد کے پرچم تلے پہنچو جس کے ذریعے مسلمان اپنی حفاظت کرتے ہیں اور جس کے پیچھے رہ کر لڑتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ» "امام (خلیفہ) ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے (دشمن سے) بچا جاتا ہے"**

شام کے عوام کے خلاف امریکہ کے جرائم اور اس کی مکاریاں

تحریر: استاد محمد سعید العبود

(ترجمہ)

سیاست پر نظر رکھنے والوں اور اس میدان کے ماہرین سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ شام، حافظ اسد کے دور کے آغاز سے ہی امریکہ کا تابع بن گیا تھا، اور امریکہ ہی نے اپنے باپ کے بعد بشار اسد کے اقتدار تک پہنچنے کی راہ ہموار کی تھی۔ اس وقت کی امریکی وزیر خارجہ میڈیلین البرائٹ نے بشار کو اقتدار کی منتقلی کے اس ڈرامے میں شرکت کی تھی، جس میں دنیا کے کسی دوسرے رہنما نے شرکت نہیں کی تھی، اور دمشق سے یہ بیان جاری کیا تھا کہ اقتدار کی منتقلی پر امن اور ہموار طریقے سے ہوئی ہے، جو کہ اس منتقلی کی حمایت اور بشار کی پشت پناہی کا واضح اظہار تھا۔

شام میں امریکہ کے جرائم کا ایک بڑا ثبوت آل اسد کی حکومت کو تحفظ فراہم کرنا اور گزشتہ صدی کی اسی (80) کی دہائی میں حماہ کے واقعات کے دوران مسلمانوں کو کچلنے میں اس کی مدد کرنا ہے۔ اسی طرح، شام کے انقلاب کو دبانے کے لیے

بشار کی سرپرستی اور حمایت کرنا بھی اس کے جرائم میں شامل ہے، جہاں امریکی حکام کے بیانات محض دکھاوے اور دھوکے پر مبنی تھے۔ مثال کے طور پر باراک اوباما نے یہ بیان دیا کہ بشار اپنی قانونی حیثیت کھو چکا ہے اور اسے اقتدار چھوڑ دینا چاہیے، لیکن عملی طور پر بشار پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا گیا۔ اس کے برعکس، پردے کے پیچھے بشار کو خفیہ طور پر فنڈز اور وقت فراہم کیا جاتا رہا تاکہ وہ شام کے انقلاب کا خاتمہ کر سکے۔ بشار نے شام میں مسلمانوں کے خلاف کئی بار کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال کیا، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسے کسی سزا کا خوف نہیں تھا۔ ٹرمپ کی جانب سے "ٹی فور" (T-4) ایئر بیس کے بعض رن ویز پر بمباری کی صورت میں جو کارروائی ہوئی، وہ محض ایک نمائشی ڈرامہ تھی۔ مزید برآں، ایسی پابندیاں لگائی گئیں جن کا حکومت پر تو کوئی اثر نہ ہوا، لیکن شامی عوام ان کی آگ میں جھلس گئے۔ اس کے علاوہ امریکہ نے انقلاب کو ختم کرنے اور اسے ناکام بنانے کے لیے ہمارے دشمنوں اور ان لوگوں کو استعمال کیا جو منافقانہ طور پر ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے۔

اسد حکومت کے جرائم پر امریکہ کا یہ تمام تر علانیہ عمل محض ایک پردہ تھا، جبکہ وہ خفیہ طور پر اس کی حمایت کر رہا تھا۔ اس نے ایران اور اس کی ملیشیاؤں کو شام میں داخل ہونے اور حکومت کے پہلو بہ پہلو لڑنے کا اشارہ دیا۔ جب ایران انقلاب کو ختم کرنے میں ناکام رہا تو امریکہ نے حکومت کو بچانے اور اسے تحفظ دینے کے لیے روس کے ساتھ بھی ہم آہنگی اور تعاون کیا۔

امریکہ کے تحفظ اور سرپرستی میں یہ ظالم حکومت چودہ سال سے شام کے لوگوں کا قتل عام کر رہی تھی، انہیں قید کر رہی تھی، ان کے شہروں اور بستیوں کو تباہ کر رہی تھی اور انہیں بے گھر کر رہی تھی۔ اسے کسی حقیقی سزا کا کوئی خوف نہیں تھا، جبکہ اس کے برعکس امریکہ چھوٹی نسلی اقلیتوں کو بغاوت پر اکسا کر ان کے تحفظ کا ڈھونگ رچاتا رہا۔ امریکہ نے اسلامی ممالک کے قلب میں موجود اپنے سرحدی اڈے، یعنی "یہودی وجود" کو ملک کے بنیادی ڈھانچے پر بمباری کے لیے استعمال کیا۔ "قیصر ایکٹ" کی پابندیاں، جنہیں حکومت کے خاتمے کے ساتھ ختم ہو جانا چاہیے تھا، امریکہ نے انہیں اب بھی شامی عوام کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار بنا کر رکھا ہے تاکہ ان پر دباؤ ڈال کر نئی انتظامیہ کے سیاسی، سیکورٹی اور معاشی مطالبات منوائے جا سکیں۔ شام پر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے اور اپنی بالادستی کو مضبوط کرنے کے لیے امریکہ کا بدترین حربہ چھوٹی نسلی اقلیتوں کے معاملے کو سہارا بنا کر اپنی مرضی مسلط کرنا ہے۔ وہ پردے کے پیچھے سے انہیں اکسا کر شام کی تقسیم کے بیج بو رہا ہے تاکہ وفاقی نظام اور انتظامی عدم مرکزیت کے درمیان کوئی ایسی درمیانی شکل پیدا کی جا سکے جو ملک کو مستقل طور پر مفلوج اور تنازعات کا شکار رکھے۔ اس طرح وہ اپنے نمائندے ٹوم باراک اور دفتر خارجہ و کانگریس کے

وفود کے ذریعے ان تنازعات کو کنٹرول کر سکے گا اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں مداخلت کرے گا، جبکہ ساتھ ہی وہ جھوٹ اور فریب کے ساتھ ملک کی وحدت اور استحکام کی حمایت کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔

شامی عوام بالخصوص اور پوری امت مسلمہ کا اصل دشمن امریکہ ہے۔ وہ جس طرح خفیہ طور پر چھوٹی نسلی اقلیتوں کو ابھارتا ہے اور علانیہ طور پر ان کی بغاوت کی حمایت کرتا ہے، اور ایک معمولی اشارے سے انہیں پرسکون کرنے یا قومی دھارے میں لانے کی طاقت رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کرتا، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ شامی عوام بلکہ پوری دنیا کے لوگوں کی تقدیر کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے حکام مسلط کرتا ہے اور جب وہ اس کے مفادات کی تکمیل کے قابل نہیں رہتے تو انہیں ہٹا دیتا ہے۔ لہٰذا، امریکہ پر بھروسہ کرنا سیاسی خودکشی اور امت اور دین کے حق میں سنگین ترین جرائم میں سے ایک ہے۔

شام پر امریکی جارحیت، اس کی تباہی اور اس کے ایجنٹ بشار کے ہاتھوں وہاں کے عوام کی بے گھری کے خلاف ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم شام اور تمام مسلم ممالک سے امریکی اثر و رسوخ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے، اس کے آلاتِ کار کو نکال باہر کرنے اور اس کے ساتھ تعاون، اتحاد یا اس کی ہمنوائی کرنے سے خبردار کرنے کے لیے کام کریں۔ جہاں تک اس پر بھروسہ کرنے اور اقتدار کی مضبوطی اور ملک کی خوشحالی کی امید میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا تعلق ہے، تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کانٹوں سے انگور کی امید رکھے! حالیہ دنوں میں شام کے عبوری دور کے صدر احمد الشرع کی پالیسی اور ان کے ان بیانات کے بارے میں بہت زیادہ بات ہو رہی ہے جو امریکی خواہشات کے عین مطابق ہیں۔ ان میں قطر کے دوحہ فورم کے دوران سی این این (CNN) کی بین الاقوامی امور کی چیف میزبان کرسٹیان امانپور کو دیا گیا وہ بیان بھی شامل ہے جس میں انہوں نے خود سے دہشت گردی کا الزام ہٹانے کی بھرپور کوشش کی! یہ بات ذہن نشین رہے کہ 'دہشت گردی' کے خلاف جنگ کے لیے امریکہ کا مختلف حکومتوں کے ساتھ معاہدہ دراصل اسلام اور اس کے احکامات کے خلاف جنگ ہے!

امریکہ کے سامنے موجودہ انتظامیہ کی ان رعایتوں اور پیچھے ہٹنے والوں کو موقع فراہم کرنے پر خاموشی اختیار کرنا اللہ کی شریعت کی خلاف ورزی ہے، جو ملک کو مزید بکھراؤ، تصادم، تباہی اور سیاسی، سماجی و معاشی عدم استحکام کی طرف لے جائے گی۔ بلکہ یہ لازمی طور پر ایسی داخلی قوتوں کے غلبے کا باعث بنے گا جو دل و جان سے اسلام کی دشمن ہیں۔ ان رعایتوں کا جواز پیش کرنا، ان کی تشہیر کرنا اور انہیں درست ثابت کرنے کے لیے گمراہ کن فتوے گھڑنا ایک خطرناک

کھائی اور ایسا شر ہے جس کی لپیٹ میں نہ صرف موجودہ انتظامیہ آئے گی، بلکہ یہ شام کے عوام اور ان کی تمام تر قربانیوں کو بھی متاثر کرے گا۔

اس تنازعے کا حتمی فیصلہ کرنے، اختلافات کو ختم کرنے اور امریکی مداخلت کا ہاتھ کاٹنے کا واحد ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شریعت کا نفاذ ہے، جس کا ارشاد ہے: ﴿**وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً**﴾ **"اور اللہ ہرگز کافروں کو مومنوں پر (غلبے کا) کوئی راستہ نہیں دے گا"(سورۃ النساء: آیت 141)**۔ کیونکہ اللہ کی شریعت ہی ہر حق دار کو اس کا حق دیتی ہے، اور جیسے ہی غیر مسلم اسلام کی رحمت اور اس کے عدل و انصاف کو محسوس کریں گے، وہ نہ صرف پرسکون ہو جائیں گے بلکہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ شریعت کے نفاذ کے لیے حکمران پر لازم ہے کہ وہ امریکہ اور اس کے حواریوں جیسے مجرم کافروں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اندرونِ ملک موجود مسلمانوں سے مدد طلب کرے جو کہ تعداد میں کم نہیں ہیں، اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو پکارے، تو وہ لاکھوں کی تعداد میں اس کی پکار پر لبیک کہیں گے!

اسی طرح قائدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جان، مال اور اقتدار کی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: «**لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي وَالْقَمَرَ فِي شِمَالِي عَلَى أَنْ أَتْرُكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ مَا تَرَكْتُهُ**» **"اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں، یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں اسی راہ میں ہلاک ہو جاؤں، تو بھی میں اسے نہیں چھوڑوں گا"**۔

جی ہاں، دین کی مضبوطی اور رب العالمین کی شریعت کی حکمرانی کا یہی نبوی طریقہ کار ہے، نہ کہ اللہ کے ان دشمنوں کے سامنے جھکنا اور انہیں رعایتیں دینا جو دن رات امت کے خلاف مکاریاں کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿**لا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلا وَلا ذِمَّةً وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ**﴾ **"وہ کسی مومن کے بارے میں نہ تو کسی قرابت داری کا پاس رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی عہد و پیمان کا، اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں"(سورۃ التوبہ: آیت 10)**

پاکستان میں بلوچستان کی بغاوت: جب مغلوں کے اسباق اور مسلم ممالک کی نقشہ کشی کا امریکی منصوبہ یکجا ہوتے ہیں

تحریر: پروفیسر عبدالمجید بھٹی

(ترجمہ)

جنوری کے آخر اور فروری 2026 کے اوائل میں، بلوچستان لبریشن آرمی کے جنگجوؤں نے کوئٹہ، نوشکی، گوادر اور دیگر علاقوں میں منظم حملے کیے، جن میں سیکورٹی تنصیبات، شاہراہوں اور مزدوروں کی رہائش گاہوں کو نشانہ بنایا گیا۔ تقریباً چالیس گھنٹوں کی لڑائی کے بعد، پاکستانی حکام نے اعلان کیا کہ 145 جنگجو، 31 شہری اور 17 سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے۔ یہ کئی سالوں میں ہونے والے سب سے زیادہ خونریز واقعات میں سے ایک تھا۔

جو چیز ایک کم شدت کی بغاوت نظر آتی ہے، وہ تیزی سے ایک ایسی جغرافیائی سیاسی (جیو پولیٹیکل) جنگ میں بدل رہی ہے جو شام سے لے کر بحیرہ عرب تک پھیلی ہوئی ہے، جہاں چین، روس، بھارت اور یہودی وجود سبھی اس منظر نامے کا حصہ نظر آتے ہیں۔ یہ سارا کھیل مسلم ممالک کی دوبارہ تشکیل کے حوالے سے امریکہ کے اس بڑے عزائم کے گرد گھومتا ہے جس کا مقصد یہودی وجود اور بھارت کو مضبوط کرنا ہے، اور ساتھ ہی چین اور روس کا مقابلہ کرنا ہے۔ وسیع پیمانے پر گردش کرنے والے بیانات میں، ریٹائرڈ امریکی جنرل ویزلی کلارک نے بتایا کہ اس نے 11 ستمبر کے واقعات کے بعد پینٹاگون کی ایک یادداشت دیکھی تھی جس میں پانچ سالوں کے اندر سات ممالک کی حکومتیں گرانے کے منصوبے کا ذکر تھا: جن میں عراق، شام، لبنان، لیبیا، صومالیہ، سوڈان اور آخر میں ایران شامل تھا۔ اب دو دہائیاں گزرنے کے بعد، واشنگٹن ایران کی "بلقان سازی" یعنی اسے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے، چاہے اس کے لیے اسے اس نظام کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے جس نے خمینی انقلاب کے بعد سے وفاداری کے ساتھ اس کے مفادات کی خدمت کی ہے، تاکہ نئے اسٹریٹجک اہداف حاصل کیے جا سکیں۔

اسی طرح 2006 میں، ریٹائرڈ امریکی لیفٹیننٹ کرنل رالف پیٹرز نے اپنا نقشہ "خونی حدود" (Blood Borders) شائع کیا، جس میں اس نے بڑی اور کثیر النسلی ریاستوں کو نسلی اور فرقہ وارانہ طور پر ہم آہنگ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر کے ایک "بہتر مشرق وسطیٰ" کی تصویر کشی کی تھی۔

ایران پر امریکہ کا موجودہ دباؤ اور بلوچستان میں جاری بدامنی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ واشنگٹن موجودہ اقتدار کے ڈھانچوں کو توڑ کر اور ان کی جگہ نئی ریاستیں بنا کر پرانی استعماری سرحدوں کو از سر نو ترتیب دینے کے اپنے منصوبے کے اگلے مرحلے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ امریکی ماہرین کے نقطہ نظر سے، تشویش صرف ایران کے ایٹمی پروگرام یا پاکستان کی کمزوری تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس امکان تک پھیلی ہوئی ہے کہ یہ دونوں ممالک چین کے ساتھ مل کر توانائی اور تجارت کا ایک ایسا مربوط محور بنا سکتے ہیں جو خلیج سے لے کر مشرقی ترکستان تک پھیلا ہوا ہو۔ ایک مستحکم ایران چین کو بڑی مقدار میں تیل اور گیس فروخت کرے گا، اور ایک فعال پاکستان ان وسائل کو 'سی پیک' (CPEC) منصوبے کی پائپ لائنوں اور بندرگاہوں کے ذریعے جوڑے گا، جس سے چین کو ایک ایسا زمینی راستہ مل جائے گا جو امریکی تسلط کے حامل سمندری راستوں کا متبادل بنے گا۔ اس کے برعکس، ایک بکھرا ہوا ایران اور بغاوت میں گھرا ہوا پاکستان چین کے لیے توانائی کی ترسیل کے ناقابل بھروسہ راستے ثابت ہوں گے، جو براہِ راست "بیلٹ اینڈ روڈ" اقدام کے مرکز پر ضرب لگائیں گے۔

وینزویلا میں میڈورو کی حکومت ختم کرنے کی امریکی کوششوں اور گرین لینڈ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے ٹرمپ انتظامیہ کے دباؤ کے ساتھ ساتھ، بلوچستان کی بغاوت امریکی عظیم حکمت عملی (گرینڈ اسٹریٹجی) کے اہم پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہے۔ وینزویلا کے تیل پر امریکہ کا غلبہ اور گرین لینڈ کے نایاب عناصر و حیاتیاتی معدنیات پر اجارہ داری امریکی براعظم میں چین کے وسائل اور توانائی کی سپلائی لائنوں کو کاٹ کر رکھ دے گی۔ مزید برآں، گرین لینڈ، آئس لینڈ اور برطانیہ کے درمیان نئے حفاظتی روابط قائم کر کے امریکہ آرکٹک میں چین اور روس کے بحری راستوں کی ناکہ بندی کے لیے اہم چوک پوائنٹس (Choke Points) بنا رہا ہے، جس سے مغربی نصف کرہ میں امریکی قلعہ بندی مزید مضبوط ہو رہی ہے۔

اس میں ایک روسی پہلو بھی شامل ہے۔ ایران کو کمزور کرنا اور پاکستان کو افراتفری اور بدامنی میں دھکیلنا روس کے جنوبی حصے کو، جو قفقاز سے وسطی ایشیا اور پھر خلیج تک پھیلا ہوا ہے — غیر یقینی صورتحال کے سمندر میں بدل دے گا۔ یہ افراتفری تیزی سے پھیل کر ترکی تک پہنچ سکتی ہے اور ان آزادی کی تحریکوں کو تقویت دے سکتی ہے جو کرد، بلوچ اور دیگر ریاستوں کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ خوفناک منظرنامہ کریملن کو اس بات پر مجبور کر سکتا ہے کہ وہ جنوب میں لگی آگ کو بجھانے کے لیے اپنی فوجیں یوکرینی محاذ سے واپس بلا لے، جو نیٹو کو کنٹرول حاصل کرنے اور امریکہ کی شرائط پر جنگ بندی مسلط کرنے کا موقع فراہم کرے گا۔

اس امریکی حکمت عملی کا ایک اور اہم حصہ وہ پرسکون مثلث ہے جو یہودی وجود، خلیجی ممالک اور بھارت کو آپس میں جوڑتا ہے۔ گزشتہ دہائی کے دوران یہودی وجود کے کچھ خلیجی ممالک اور بھارت کے ساتھ تعلقات دبے چھپے رابطوں سے بدل کر اب علانیہ طور پر سیکورٹی، انٹیلی جنس اور ٹیکنالوجی کی شراکت داریوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ابھرتے ہوئے منصوبے، جیسے کہ "بھارت-مشرقِ وسطیٰ-یورپ اقتصادی راہداری"، بظاہر تو باہمی رابطے کے منصوبوں کے طور پر پیش کیے جا رہے ہیں لیکن درحقیقت یہ چین کے "بیلٹ اینڈ روڈ" اقدام کے جزوی متبادل ہیں۔ یہودی وجود کو مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ کا بڑا اسیکورٹی بازو بنا کر اور بھارت کو یوریشیا میں چین کے خلاف توازن پیدا کرنے والی طاقت کے طور پر ابھار کر، امریکہ ان اہم جغرافیائی میدانوں پر اپنا طویل مدتی کنٹرول مضبوط کر رہا ہے۔

جہاں تک ٹرمپ کا تعلق ہے، تو وہ جغرافیائی سیاست کی اس 'ری انجینئرنگ' (از سرِ نو ترتیب) کو اس لیے استعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ چین کو ڈالر پر مبنی موجودہ مالیاتی نظام سے مکمل طور پر علیحدہ ہونے سے روکا جا سکے اور اس بات کو یقینی بنایا جا سکے

کہ بین الاقوامی تجارتی لین دین 'سوئفٹ' (SWIFT) نظام کے ذریعے ہی جاری رہے۔ اس کے ساتھ ہی، امریکہ کا مقصد خام مال پر اپنے غلبے، یعنی وینزویلا کے تیل اور مغربی نصف کرہ کے وسائل کو محفوظ بنا کر، چین کے ان نایاب معدنیات کے مستحکم ذخائر کے ساتھ سودا بازی کرنا ہے جو امریکی صنعت اور فوج کے لیے انتہائی اہم ہیں، تاکہ اس دوران امریکہ ان معدنیات کی اپنی مقامی پیداوار کا شعبہ دوبارہ بحال کر سکے۔

اسی سٹریٹیجک نقطہ نظر سے ایران کے خلاف امریکی جنگ کے بگل بج رہے ہیں، جس کے ساتھ ساتھ پاک-ایران سرحد کے دونوں اطراف نام نہاد 'بلوچ مزاحمت' کی علانیہ حمایت بھی کی جا رہی ہے۔ اب بعض قدامت پسند حلقے ایران کو مکمل طور پر ختم کرنے کے خیال کی تائید کر رہے ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے آٹھ صدیوں قبل مغلوں نے کیا تھا۔ ایک ایسی مکمل تباہی جو کچھ باقی نہ چھوڑے۔ اس وقت سلجوق، خوارزم شاہی اور دہلی کے سلاطین اپنے اختلافات ختم کرنے میں ناکام رہے تھے، چنانچہ ان کی تقسیم نے مغلوں کو اس قابل بنا دیا کہ وہ خوارزم شاہیوں کا خاتمہ کریں، سلجوقوں کو مغلوب کریں، بغداد کو لوٹیں اور سلطنتِ دہلی کو ہڈیوں تک کمزور کر دیں۔

اور آج، کیا ترکی، ایران اور پاکستان کے حکمران وہی غلطی دہرائیں گے، اور تاریخ کے بے رحم فیصلے کا جدید ورژن خود دعوت دے کر بلائیں گے، اور اپنے عوام کو نئی 'امریکی-یہودی-بھارتی' قید گاہوں میں جکڑ دیں گے؟!

ان 'نقصان دہ ریاستوں' سے ہماری وابستگی: ہم اس کی قیمت خون، ذلت، غربت اور قبضے کی صورت میں چکا رہے ہیں

امت کا اصل مسئلہ وسائل یا مال و دولت کی کمی نہیں ہے، بلکہ اصل مسئلہ سیاسی فیصلے کی قوت کا فقدان اور ان مصنوعی و ناکام ریاستوں کا دوبارہ ایک ایسی واحد ریاست میں ضم ہونا ہے جو اپنے تمام وسائل اور مکمل خود مختاری کی مالک ہو، جہاں نہ غربت ہو، نہ ذلت، نہ دربدری، نہ کسی کا غصب شدہ قبضہ اور نہ ہی وہ غم و فکر جو دن رات لوگوں کے سینوں پر سوار رہتے ہیں۔

ان (مصنوعی) ریاستوں کی سرحدوں سے چمٹے رہنے کی قیمت ہم اپنے خون، ذلت، افلاس اور غلامی کی شکل میں ادا کر رہے ہیں، اور ان سرحدوں کو برقرار رکھنے کی کوئی بھی پکار درحقیقت نئی تقسیم کی تمہید اور مستقبل میں مزید بکھراؤ کی دعوت ہے۔ وطنیت، قومیت، فرقہ واریت یا مذہبیت کے نام پر اٹھنے والا ہر وہ منصوبہ جو استعمار کی کھینچی ہوئی ان سرحدوں پر مبنی ہو، وہ سیاسی خودکشی اور جان بوجھ کر یا نادانی میں مغرب کی غلامی کے مترادف ہے۔ امت کے لیے اس تباہ کن چکر سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ سرحدیں پہلے مسلمانوں کے دماغوں سے مٹ جائیں اور پھر مسلمانوں کی زمین سے بھی ختم ہو جائیں۔ اور اپنے دین کی بدولت اس عظیم و کریم امت کی نشاۃِ ثانیہ ایک واحد ریاست کے بغیر ممکن نہیں، اور وہ ریاست 'نبوت کے نقشِ قدم پر قائم دوسری خلافتِ راشدہ' ہے جو امت کے بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرے گی اور اسے بغیر کسی مصنوعی سرحد کے ایک ایسی واحد امت بنا دے گی جو پوری انسانیت کے لیے رحمت اور نور کا پیغام ہو گی۔ ﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعاً إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ﴾ **"جو کوئی عزت چاہتا ہے تو (اسے معلوم ہونا چاہیے کہ) تمام تر عزت اللہ ہی کے لیے ہے، اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلندی عطا کرتا ہے، اور جو لوگ بری چالیں چلتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر و فریب خود ہی غارت ہو جائے گا" (سورۃ فاطر، آیت 10)**

مسلمانوں سے فوری اور بغیر کسی تاخیر کے مطلوبہ عمل

جب یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ بیماری کی اصل اور مصیبتوں کی جڑ یہی وہ نظام ہیں جو ہم پر مسلط ہیں، تو اب علاج بھی سب کے سامنے بالکل واضح اور ایک فرض بن کر سامنے آ چکا ہے۔ اور وہ ہے ان موجودہ نظاموں کا تختہ الٹنا اور ان کے کھنڈرات پر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کا قیام۔ اس مقصد کو ان دو نکات میں سمویا جا سکتا ہے:

پہلا نکتہ: خلافت کے منصوبے کو (کامل طور پر) اپنانا۔ امت کے تمام طبقات کے مخلص افراد، بشمول گروہوں، علماء، مشائخ، کاروباری حضرات اور معززین، پر یہ لازم ہے کہ وہ خلافت کے اس منصوبے کو اپنائیں جس کی دعوت حزب التحریر دے رہی ہے، اور نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کے قیام کو اپنا بنیادی مطالبہ بنائیں، اور افواج سے مطالبہ کریں کہ وہ اس مقصد کے لیے حزب التحریر کو 'نصرۃ' (عسکری مدد) فراہم کریں۔

دوسرا نکتہ: اہل قوت و منعت کا حزب التحریر کو نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کرنا، تمام فاسد تخت و تاج کو الٹ دینا، ان کے درباریوں کا صفایا کرنا، ملک و ملت کو استعمار کے بازوؤں اور اس کے سامنے بچھے ہوئے آلہ کاروں سے نجات دلانا، اور جلیل القدر عالم شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ کے ہاتھ پر نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافتِ راشدہ کے زیرِ سایہ بطور خلیفہ راشد بیعت کرنا۔

بے شک کامیابی و نصرت صرف اللہ اکیلے کے ہاتھ میں ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور وہ سبحانہ وتعالیٰ اسی کی مدد کرتا ہے جو اس (کے دین) کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ **"اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدموں کو استقامت بخشے گا" (سورۃ محمد، آیت 7)**۔ اس دین کی نصرت کرنا اللہ پر کوئی احسان نہیں ہے، بلکہ یہ ایک عظیم فریضہ ہے جو صرف اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اس کا اہل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ **"اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف تیزی سے بڑھو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے" (سورۃ آل عمران، آیت 133)**

فکری کشمکش اور سیاسی جدوجہد: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات سے خبر دار کیا ہے کہ وہ کسی بھی شکل میں موجود برائی (منکر) کو بدلنے میں سستی نہ کریں، اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ظالموں اور فسادیوں کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں، ورنہ اللہ کا عذاب اور سزا ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، اور پھر اگر وہ اللہ سے اس عذاب کو دور کرنے کی دعا بھی کریں گے تو ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَاباً مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ» "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ عزوجل تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیج دے، پھر تم اسے پکارو گے مگر تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی" (اسے امام ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔**

اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے امتِ مسلمہ کے لیے ایک ایسے بیدار مغز اور مخلص گروہ کو میسر کیا جس نے رسول اللہ ﷺ کی اس جدوجہد کا مطالعہ کیا جو آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے فرمائی تھی، اور ان تکالیف، خوف اور جان ومال کی قربانیوں کو سامنے رکھا جو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے صبر واستقامت کے ساتھ پیش کیں، یہاں تک کہ وہ ایک مختصر اور کمزور گروہ سے ایک طاقتور اور معزز امت میں بدل گئے۔

اور اب یہی بیدار مغز گروہ زمین پر اللہ کے حکم کی دوبارہ بحالی کے لیے سرگرمِ عمل ہے، اور اسے زمین پر اللہ کی خلافت اور غلبہ واقتدار کے وعدے پر کامل یقین ہے۔ اس گروہ نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا ہے اور وہ نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور مسلمانوں کو اس عظیم فریضے سے پیچھے نہ ہٹنے کی ترغیب دینے کے لیے انتھک محنت کر رہا ہے۔ یہ کام 'فکری کشمکش' اور 'سیاسی جدوجہد' کے ذریعے انجام دیا جا رہا ہے۔ یہ گروہ تمام تر رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود ثابت قدم رہا، نہ اس نے کبھی باطل سے سمجھوتہ کیا اور نہ ہی چاپلوسی سے کام لیا۔ وہ نہ کبھی گھبرایا اور نہ ہی مایوسی وپسپائی کا شکار ہوا۔ بلکہ وہ آج بھی اپنے منہج پر صبر واستقامت کے ساتھ قائم ہے اور رہے گا، یہاں تک کہ وہ 'اسلامی زندگی کے دوبارہ آغاز' کے اپنے مقصد کو حاصل کر لے، تاکہ وہ خود بھی اور تمام مسلمان بھی خاموش رہنے اور بیٹھ رہنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے وعید کردہ عذاب سے نجات پا جائیں۔